اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور



مولانا محمد اجمل خان

قائمقام ناظم عمومی ہوں گے۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم عمومی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی نظر بندی کے بعد حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کے حکم پر مرکزی ناظم مولانا محمد اجمل خان نے جمعیۃ کے قائمقام ناظم عمومی کا چارج سنبھال لیا ہے ـــــــ

نیز پنجاب کے امیر اور نائب اُمرا کی گرفتاری کے پیش نظر مولانا محمد سرفراز خان صفدر کو قائمقام امیر نامزد کیا گیا ہے جبکہ مولانا محمد رمضان آف میانوالی قائمقام ناظم عمومی ہونگے ـــــــ

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لئے مسلمانوں کا ایک طبقہ لڑتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے

ـــــــ حدیث

قیادت ہم نے کرنی ہے

امامت ہم نے کرنی ہے، سیادت ہم نے کرنی ہے
یہاں نافذ محمدؐ کی شریعت ہم نے کرنی ہے

ہمیں مارو، ہمیں پیٹو، ہمارے خون سے کھیلو
لہو دے کے خدا کے دین کی خدمت ہم نے کرنی ہے

تمہاری گولیاں کھا کر، تمہاری لاٹھیاں سہہ کر
چمن کے ذرے ذرے کی حفاظت ہم نے کرنی ہے

ہمیں سولی پہ لٹکا دو، ہمیں زنجیر پہنا دو
مگر جھوٹی حکومت سے بغاوت ہم نے کرنی ہے

خدا والے کسی ظالم سے ہرگز ڈر نہیں سکتے
ستم ڈھاؤ! مگر قائم عدالت ہم نے کرنی ہے

تمہارے جھوٹے وعدوں سے زمانہ ہو گیا واقف
بلند و سرفراز عدل و شرافت ہم نے کرنی ہے

تمہاری عارضی سطوت ہزاروں روپ دکھلائے
مگر ہر حال میں حق کی حمایت ہم نے کرنی ہے

امامِ احمدؒ حنبل کے ہم ہیں ماننے والے
شجاعت کی یہاں قائم روایت ہم نے کرنی ہے

کفن بردوش پیغمبر کے وارث رن میں در آئے
ستم رانو! سنو! اب تو قیادت ہم نے کرنی ہے

سہارے ریڈیو، ٹی وی کے آخر ٹوٹ جائیں گے
حکومت حق ہمارا ہے حکومت ہم نے کرنی ہے

اسیر مالٹاؒ ہو یا اسیر انڈیمانؒ اکرام
بہر صورت اکابر کی اطاعت ہم نے کرنی ہے

اکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

بربریت وبہیمیّت کی انتہا!

پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے عام انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلیوں کے خلاف چلائی جانے والی پرامن اور آئینی تحریک کو حکومت نے ہزار جتن کر کے تشدد اور لاقانونیت کی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی، مگر حکومت اپنی کوشش وکاوش میں خائب وخاسر رہی اور پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں اور کارکنوں نے نظم وضبط اور تحمل وبردباری کا لازوال ثبوت فراہم کر کے حکومت کے تمام ارادے اور منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ موجودہ پُرامن اور آئینی تحریک کو ارباب اقتدار کا تخریب کاری اور قانون شکنی کے راستے پر ڈالنا عیاں را چہ بیاں کا مصداق ہے اور ہمارا یہ دعویٰ ایک ایسی حقیقت جسے کوئی صحیح النسب انسان جھٹلانے کی جراءت نہیں کر سکتا۔

کونسا وہ حربہ ہے جو حکومت نے اس ضمن میں استعمال نہیں کیا۔ غنڈہ عناصر کی خدمات حاصل کی گئیں، پولیس کو استعمال کیا گیا، سیکورٹی فورس کو بروئے کار لایا گیا۔ پی آر پی کو حرکت میں لایا گیا اور ان عناصر اربعہ نے مل کر ایک دوسرے کے تعاون سے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اور نہتے عوام کو فتح کرنے کا جو معرکہ رستاخیز سر کیا وہ امر مخفی نہیں۔

ارباب اقتدار نے قانون کے "محافظان سورماؤں" سے پاکستان کے شریف اور باعزت شہریوں کو جس طرح سے نشانہ ظلم وستم بنوایا وہ ایک ایسی داستان خونچکاں ہے اور حزنِ الم ہے جسے ورطہ تحریر میں لانے کے لیے دفتر کے دفتر چاہئیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس قسم کی بربریت وبہیمیّت اور دہشت انگیزی وغنڈہ گردی کا مظاہرہ ان بزعم خود محافظانِ قانون نے گذشتہ پندرہ بیس روز میں کیا اس کی مثال فرنگی کی دورِ جبر وتشدد میں بھی نہیں ملتی قانون کی حفاظت کے نام سے آمریت وفسطائیت کی حفاظت کے لیے ان بدبختانِ ازلی نے برسرِ عام قانون کی دھجیاں بکھریں اور آئین کا مذاق اُڑایا۔

کسی ایک ضلع، کسی ایک شہر، کسی ایک قریے اور کسی ایک بستی کا قصہ نہیں خیبر سے لے کراچی تک ملک کے چپہ چپہ پر لاقانونیت اور بربریت کا عفریت ناچ رہا ہے بیلٹ کے تقدس کی بات کرنے والوں کو بلٹ کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اپنے حقوق کی بازیابی کے حق میں آواز بلند کرنے والوں پر آنسو گیس کے بے تحاشا شیل پھینکے جا رہے رہیں۔ غیر آئینی دفعہ ۱۴۴ خلاف ورزی کرنے والوں پر اندھا دھند لاٹھیاں برسائی جا رہی ہیں سرعام لوگوں کو برہنہ کر کے پیٹا جا رہا ہے جب کہ پیٹنے والے سینکڑوں پٹنے والا تنہا۔ طرہ یہ کہ پیٹنے والے رائفلوں اور لاٹھیوں سے مسلح اور مار کھانے والا خالی ہاتھ۔ لاٹھیوں، گولیوں اور شیلز کی زد میں خواہ کوئی نوے سالہ بوڑھا آجائے یا معصوم بچہ مارنے والوں کی ڈیوٹی صرف اور صرف مارنا ہے، یہاں تک کہ صنف نازک کو بھی معاف نہیں کیا جا رہا ہے۔ وہی صنف نازک جس سے متعلق بھٹو صاحب کو دعویٰ ہے کہ:

"عورتوں نے مجھے زیادہ ووٹ دیئے ہیں"

کراچی حیدرآباد اور ملتان میں جس قسم کی قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا گیا ہے وہ



ہفت روزہ

لاہور

جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۳

جمعۃ المبارک یکم اپریل ۱۹۷۷ء ۱۱ ربیع الثانی

سرپرست

مولانا عبیداللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ

۴۵ — روپے

ششماہی

۲۳ — روپے

سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

بیت مطبوعات

جمعیت علماء اسلام پاکستان

پرنٹر میں چھپا مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

تو ہزار ہا پابندیوں اور بندشوں کے باوجود کسی نہ کسی حد تک عوام کے علم میں ہے۔ بعض چھوٹے چھوٹے قصبوں میں پولیس اور سیکورٹی فورس نے حیا سوز، شرمناک اور گھناؤنی حرکتیں کیں، انہیں دیکھ کر اور سن کر ابن آدم پکار اٹھتا ہے کہ خدایا چنگیز، ہلاکو اور قرون مظلمہ کے جابر حکمران کیوں بدنام ہیں۔

حاصل پور میں

اے سی کی موجودگی میں اور اس کے حکم پر جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر ندیم اقبال اعوان کو بر سرعام برہنہ کر کے اور چارپائی سے ہاتھ پاؤں باندھ کر پیٹا گیا۔ ڈاکٹر محمد شریف کو اس وقت تک مارا جاتا رہا جب تک پولیس کے بھگوڑے بزدلوں کو ان کی ٹانگیں ٹوٹ جانے کا یقین نہیں ہوگیا۔ اس پر بس نہیں بلکہ جب عورتوں نے اس جبر و تشدد کے خلاف احتجاجی جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا تو انہیں لاٹھیوں اور ڈنڈوں سے زدوکوب کیا گیا بعض خواتین کی چوٹیاں پکڑ کر بازار میں گھسیٹا گیا۔

کمالیہ میں

پاکستان قومی اتحاد کے مقامی رہنماؤں اور کارکنوں کو اس جرم میں برہنہ کر کے مارا گیا کہ وہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ انتہا یہ کہ ایک نوجوان کی ناک میں نکیل ڈال اور ننگا کر کے بازار میں گھمایا گیا۔ شریف شہریوں کے مکانوں میں گھس کر لوگوں کو مارا گیا۔ قرآن مجید کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا گیا۔ !!

خانیوال

میں نہتے شہریوں پر بلا جواز گولی چلائی گئی جس سے کئی معصوم لوگ خون میں نہا گئیں۔ ایک غریب حجام کا لخت جگر ظفر اقبال اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو روتا چھوڑ کر عدم آباد کی طرف روانہ ہوگیا، کئی نوجوان زخموں سے کراہ رہے ہیں۔ حیدرآباد میں آٹھ آٹھ اور دس دس سال کے بچوں کو گولی کا نشانہ بنا کر موت کی نیند سُلا دیا گیا۔

یہ چند واقعات بطور نمونہ از خروارے ہم نے چند واقعات بیان کیے ہیں ورنہ پورے ملک کی مجموعی صورت حال یہی ہے اس کے باوجود پیپلز پارٹی کے چیئرمین کو دعویٰ ہے کہ ا کبک انہوں نے صبر و تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کے نام مذاکرات کی غرض سے طویل و عریض خط ارسال کرتے رہے ہیں۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

تحریر: عنایت اللہ خان

زرعی ترقی کے لئے اصلاحات ضروری ہیں

ترقی پذیر ملکوں کی خوشحالی زرعی ترقی سے وابستہ ہے

تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والے نو آزاد اور ترقی پذیر ممالک کو جن گوناگوں سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل کا سامنا ہے ان میں عوام کی معاشی خوشحالی اور تہذیبی ترقی کے مسائل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جیسا کہ سب جانتے ہیں نو آزاد ترقی پذیر ملکوں کو جو معیشت ورثے میں ملی ہے وہ زرعی معیشت ہی ہے۔ اس لئے ان ملکوں کی خوشحالی کے لئے زرعی ترقی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

زرعی ترقی کے ذریعے عوامی بھلائی اور خوشحالی کے خواب کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس شعبے میں کام کرنے والوں کو پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے زیادہ محنت کرنے اور جدید ٹیکنیکات سے استفادہ حاصل کرنے پر آمادہ کیا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ زرعی زمین کو چند بڑے جاگیر داروں اور زمینداروں کے قبضے سے نکال کر کسانوں کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ کسانوں میں اعتماد اور یہ یقین واضح کیا جا سکے کہ ان کی محنت کی پیداوار اور اس پیداوار کے فوائد پر انہی کا حق ہے۔ اور وہ جتنی محنت کریں گے اتنا ہی انہیں فائدہ پہنچے گا۔ یہی وہ طریقہ ہے جس پر عمل کر کے بہت سے ملک پہلے ہی ترقی اور خوشحالی کی منزل کو چھو چکے ہیں۔ اس سلسلے میں پسماندہ زارشاہی کی مثال دینا غلط نہ ہو گی۔ جہاں سوویت اقتدار کے قیام کے بعد نافذ کی جانے والی اصلاحات کی بدولت آج یہ ملک دنیا کی سب سے ترقی یافتہ اور ایک عظیم ترین طاقت بن چکا ہے۔

اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے فوراً بعد انقلابیوں نے بڑی زمینداریاں اور جاگیرداریاں ختم کر کے حاصل ہونے والی زمین کسانوں میں مفت تقسیم کی۔ غریب کسانوں کو جن کے پاس زرعی آلات بیج اور کھاد نہیں تھی انہیں یہ چیزیں مفت کرائے پر اور ادھار فراہم کی گئیں۔ اور کارخانوں میں خانہ جنگی اور خام مال کی کمی کے باوجود زرعی آلات کی تیاری کو اولیت دی گئی تاکہ زرعی پیداوار متاثر نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ زراعت میں جدید ٹیکنیکات سے استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے لینن کی ہدایت پر بڑے پیمانے پر ٹریکٹر سازی کی گئی۔ جن علاقوں میں سیرابی زمینیں تھیں، وہاں کے آبی وسائل کو قومی ملکیت میں لے کر کسانوں کو مناسب مقدار میں پانی کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا۔ اور پانی کے صحیح استعمال کی خاطر آبی اصلاحات نافذ کی گئیں کسانوں میں اجتماعی کاشت کاری کو متعارف کرایا گیا۔ تاکہ اس طرح جدید زرعی مشنری کو استعمال کیا جا سکے اور کسانوں کو ممکن حد تک جسمانی محنت سے نجات دلائی جا سکے اور اس طرح بچنے والی محنت کو گھریلو صنعتوں اور دوسرے تعمیری کاموں میں استعمال کیا جا سکے۔

زراعت کو ترقی دینے کے لئے ضروری تھا کہ کسانوں کی تہذیبی سطح کو بلند کیا جائے۔ اس غرض سے ناخواندگی کے خاتمے کی مہم چلائی گئی اور بچوں کی لازمی تعلیم کے ساتھ ساتھ تعلیم بالغاں کا ایک وسیع پروگرام شروع کیا گیا۔ ان کوششوں کی بدولت کو ماہرین ٹیکنیک کاروں اور دیگر ہنر مندوں کی وافر تعداد میسر آ سکی۔

یہاں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سوویت حکومت نے زرعی اصلاحات کے نفاذ کے لئے صرف نوکر شاہی پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ براہ راست کسانوں کا تعاون حاصل کیا اور انہی کے ذریعہ ان اصلاحات پر عمل درآمد کیا۔ اور یہ ایک سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ہمارے جیسے ترقی پذیر ملکوں میں جہاں نوکر شاہی اور سرکاری مشنری کے ارکان زمینداروں، جاگیرداروں اور سیٹھ ساہو کاروں کے اثر میں ہیں عوام کا تعاون حاصل کئے بغیر ترقی پسند اصلاحات پر عمل درآمد کرانا ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ترقی پذیر ملکوں کی حکومتوں کی جانب سے کی جانے والی اصلاحات کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ ان حکومتوں نے عوام کا تعاون حاصل کرنے کی بجائے نوکر شاہی پر بھروسہ کیا۔

اس لئے ان منفی اثرات سے بچنے کیلئے ترقی پذیر ملک بلا جھجک سوویت یونین اور دوسرے ملکوں کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صنعت میں مزدوروں اور زراعت میں کسانوں کے ذریعہ اصلاحات پر عمل درآمد کر کے حسب منشاء نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

نو منتخب اسمبلی کے ارکان عوام کے نمایندے نہیں ہیں — مفتی محمود

ہماری جد وجہد سیاسی اور نظریاتی ہے

قوم نے ہمارے حق میں فیصلہ دیدیا ہے

مسجد نیلا گنبد میں قومی اتحاد کے رہنماؤں کی تقریریں:

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ۲٦ مارچ کو جس قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا ہے وہ عوام کی منتخب نہیں ہے اور اہم اس اسمبلی کے اجلاس میں چنے گئے وزیر اعظم اور سپیکر کو تسلیم نہیں کریں گے۔

گذشتہ روز مسجد نیلا گنبد میں گرفتاری سے قبل انہوں نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۲٦ مارچ کو جس اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اس کے ممبر عوام کے نمایندے نہیں ہیں۔ اور ہم نے اس لیے ۲٦ مارچ کو اس غیر نمایندہ اسمبلی کے اجلاس کے خلاف ملک بھر میں عام ہڑتال کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے مسٹر بھٹو سے استعفیٰ کا مطالبہ اس لیے کیا کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور انہوں نے جو الیکشن کرایا ہے اسے الیکشن کہنا مذاق ہے ہم نے الیکشن کمیشن سے مستعفی ہونے کا مطالبہ بھی اس لیے کیا ہے کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہے ہیں اور ہمارا صوبائی اسمبلیوں کے خلاف بائیکاٹ بھی ۷ مارچ کی پولنگ میں عوام کی رائے کو تبدیل کرنے کے خلاف احتجاج تھا۔ مولانا مفتی محمود نے کہا کہ آج ہماری جدوجہد سیاسی اور نظریاتی ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد ملک میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہے۔ کیونکہ یہ ملک اسلام کیلیے بنا تھا۔

مولانا شاہ احمد نورانی

اس سے قبل مولانا شاہ احمد نورانی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ۷ مارچ کو عوام کی بھاری اکثریت نے اتحاد کے حق میں فیصلہ دے کر یہ واضح کر دیا تھا کہ ہم اس ملک میں اسلامی آئین نافذ کرنا چاہتے مگر حکمران جماعت نے، جو اس ملک میں نظام مصطفیٰ رائج کرنا نہیں چاہتی عوام کے اس فیصلے کو تبدیل کرنے کی جرأت کی۔ انہوں نے کہا عوام نے موجودہ حکومت کو بیلٹ پیپر کے ذریعہ تبدیل کر دیا، لیکن حکمران پارٹی نے بیلٹ بکس تبدیل کر کے عوام کی راتے کو تبدیل کر دیا۔ عوام کی رائے کو تبدیل کرنے والے گروہ کو پوری قوم مل کر تبدیل کر دے۔

ملک قاسم

ملک محمد قاسم نے کہا کہ عوام ۷ مارچ کی ملک گیر دھاندلیوں سے عوام کی رائے کو تبدیل کرنے کے فریب کو بخوبی سمجھ گئے ہیں اور اب وہ کسی صورت بھی حکومت کو اپنے حقوق غصب کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دفعہ ۱۴۴ اور گرفتاریاں عوام کو ان کے حقوق سے محروم رکھنے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ انہوں نے کہا کہ اب عوام موجودہ حکومت کو ایک دن کے لیے بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں

آئین کی بالادستی برقرار رکھنے کیلیے انتخابات دوبارہ کرائے جائیں

صدر مملکت کے نام مولانا مفتی محمود کا خط

لاہور - ۲۴ مارچ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے صدر پاکستان چوہدری فضل الہٰی کو آج ایک خط بھیجا ہے جس میں ان سے نئے انتخابات کے انعقاد کا مطالبہ کیا گیا ہے - اس خط کا متن قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد نے ایک پریس کانفرنس میں اخبار نولیسوں کو دیا۔ اس خط میں صدر پاکستان کو آئینی سربراہ کی حیثیت سے ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ دستور کی بالادستی کی خاطر فوراً انتخابات

کسی کو غدار کہنے کا معیار کیا ہے؟

ایڈیٹر کے قلم سے

ملکی مسائل کو ماضی کی عینک سے نہیں بلکہ حال اور مستقبل کے نکتۂ نظر سے دیکھیں

جو لوگ ماضی کی یادوں میں کھو کر اپنی زبانوں کو پاکستان کے قیام کے گذشتہ تیس سالوں سے سیاسی تکفیر و تفسیق کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں انہیں آنکھیں کھول کر اپنے ماحول پر گہری تنقیدی نگاہ ڈالنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اگر خان عبدالولی خان (خدانخواستہ) غدار ہیں تو حالیہ انتخابات میں ڈالے گئے ووٹوں کی روشنی میں صوبہ سرحد کے غیور پٹھان (خاکم بدہن خدانخواستہ) نصف سے زیادہ غدار ہیں جنہوں نے ایک عورت بیگم نسیم ولی خان کے کہنے پر تمام مشکلات کے باوجود اپنے ووٹ قومی اتحاد کے امیدواروں کے حق میں ڈالے اور خود اس عورت نے جس کا شوہر اور بیٹا دونوں ہی پابند سلاسل ہیں سرکاری امیدواروں کے لیے قومی اسمبلی کے لیے دو نشستوں سے کامیابی حاصل کی۔ جمعیۃ علماء اسلام کا معاملہ اس سے مختلف نہیں۔ ہمارے وزیر اعظم نے انہیں غدار ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے اور ان کے مقابلے میں ایک کروڑ پتی امیدوار کو حصہ لینے کے لیے کھڑا کیا، لیکن مفتی محمود نے پنجاب اور سرحد کی دونوں نشستوں میں جس شان سے کامیابی حاصل کی اس کا جواب نہیں۔ اگر مفتی محمود غدار ہیں تو ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے ہر قسم کی دھونس اور دھاندلی کا مقابلہ کرتے ہوئے کامیاب کرایا کیا کہا جائے گا۔

ایک ایسے آدمی کی حیثیت میں جس کی ساری زندگی مسلم لیگی سیاست اور صحافت کی ترجمانی کرتے ہوئے گذری ہے، میں پنجاب کے ان سیاسی اور صحافتی عناصر سے جو کسی نہ کسی وجہ سے دیوبندی اور کانگریسی عناصر کو جنہوں نے ماضی میں برطانوی امپریلزم کو دشمن اول سمجھتے ہوئے اپنے ملی مسائل کو ثانوی حیثیت دی تھی شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملکی مسائل کو ماضی کی عینک سے نہیں، بلکہ حال اور مستقبل کے نکتہ نگاہ سے دیکھیں۔ خود اسلام کی تاریخ میں ایسے لوگوں کے واضح نشانات ملتے ہیں جنہوں نے جاہلیت کے دور میں اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن جب انہوں نے ایک دفعہ اپنے سینوں کو نور ایمان سے منور کر لیا تو وہ اسلام کے لیے بے پناہ طاقت کا منبع اور مرکز بن گئے تھے۔

آج سابقہ کانگریسی اور سرخ پوش عناصر پاکستان میں جمہوریت کے لیے جس شان سے دوسرے عناصر کے شانہ بشانہ مصروف جہاد ہیں ہمیں اس کا قلبی خیر مقدم کرنا چاہیے۔ آج مفتی صاحب اور بیگم نسیم ولی خان صرف صوبہ سرحد کی بات نہیں کرتے آج وہ اور ان کے بے شمار ساتھی اور رفیق پاکستان میں جمہوری اقدار، اسلامی اقدار کے لیے سینہ سپر ہیں۔ مجھے مولانا عبدالستار خان نیازی نے، جن سے زیادہ پاکباز انسان اور عظیم مسلمان اور محب وطن پاکستانی میں نے نہیں دیکھا ایک حالیہ گفتگو میں بتایا کہ بیگم نسیم ولی خان واقعی ایک محب وطن خاتون ہیں اور کچھ ان کے چہرے میں ایک ماں کی عظمت جھانکتی ہے۔!

نیازی صاحب کے الفاظ یہ تھے:

"اس محترمہ خاتون میں اس وقت امرونٹ نمایاں ہے"

خود مولانا مفتی محمود کا طرز عمل کیا رہا ہے۔ انہوں نے صوبہ سرحد میں وزارت عظمیٰ پر فائز ہوتے ہی شراب پر بندش کے ساتھ اردو کو دفتری زبان کا درجہ دیا تھا۔ اس لیے میں نہایت خلوص اور عاجزی سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں اپنی سیاسی زبان میں غدار اور غداری کی اصطلاحات کو متروک قرار دے دینا چاہیے۔ ہمیں قاید اعظم کے ان الفاظ کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ

"ہمیں ہر شخص کو شریف شہری سمجھنا چاہیے تا آنکہ وہ اپنے عمل سے اپنے آپ کو بدمعاش ثابت نہ کر دے"

درج بالا طویل اقتباس ہم نے ملک کے مؤقر جریدہ ہفت روزہ چٹان کے "قلم قتلے" کے عنوان سے لکھنے والے معروف صحافی اسرار کوفی (م ش) کے مضمون سے نقل کیا ہے۔

جناب اسرار کوفی علمی ادبی اور سیاسی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت ہیں اور اوّل و آخر مسلم لیگی ہیں جس کا اظہار انہوں نے اپنے مضمون میں بھی کیا ہے۔

مولانا مفتی محمود، خان عبدالولی خان اور بیگم نسیم ولی خان کے بارے میں انہوں نے جس رائے اور جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اس اعتبار سے دوہری اہمیت کا حامل ہے کہ یہ خیالات

وافکار ایک ایسے شخص کے قلم سے صادر ہوئے ہیں جو تحریک پاکستان کا پرجوش حامی رہا ہے۔

محترم اسرار کوفی نے جس بے خوفی، جرأت اور دردمندانہ انداز میں اپنی رائے کا برملا اور برموقع اظہار کیا ہے۔ وہ سیاسیات میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کی توجہ کا مستحق ہے۔

ذاتی مفادات سے ہٹ کر اگر قومی اور ملکی مفادات کے نکتہ نگاہ سے سوچا جائے تو سیاسیات میں کام کرنے والے افراد تعصب اور تنگ نظری کا شکار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے ملک سے الزام اور بہتان طرازی کی سیاست کا دور اسی طرح ختم ہو سکتا ہے کہ اپنے سیاسی حریف کی خوبیوں سے صرف نظر کیے بغیر اس کی کمزوریوں اور اس کے سیاسی مؤقف کی دلائل و براہین سے تردید کی جائے۔ اس کے برعکس ہمارے یہاں سب سے آسان راستہ جو ملک و ملت کے لیے نہایت خطرناک ہے یہ اختیار کیا جاتا ہے اپنے سیاسی مخالف پر جھٹ سے ملک دشمنی اور غداری کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ سارا زور اسی بات پر لگا دیا جاتا ہے کہ اپنے مخالف کو ملک کا غدار ثابت کیا جائے اور اس کے لیے سب سے بڑی جو دلیل دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ فلاں شخص نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے تحریک پاکستان کی حمایت نہیں کی تھی۔

اور اگر بالفرض تحریکِ پاکستان میں حصہ نہ لینے والا دیانت داری سے برصغیر کی تقسیم کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص اقتدار کی کرسی تک پہونچ جاتا ہے تو وہی فوراً محب وطن بن جاتا ہے۔ حب الوطنی کا معیار ہمارے ملک میں اقتدار سے وابستگی ہے۔ اقتدار سے وابستہ ہر شخص محب وطن اور اقتدار سے باہر کا ہر فرد ملک دشمن۔ اور جب تمام تر کوششوں کے باوجود اپنے سیاسی مخالف کو ارباب اقتدار ملک دشمن ثابت کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو وہی بوسیدہ اور رٹی رٹائی بات کہ انہوں نے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا۔ اس دلیل سے بودی، لچر، لوچ اور بے ہنگم دلیل کوئی نہیں ہو سکتی۔ معلوم نہیں کہ انہیں کسی انسان کے اندر کی بات کیسے معلوم ہو جاتی۔ کون سا ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ یہ اقتدار کے بھوکے لوگ، لوگوں کے دلوں کو ٹٹول لیتے ہیں، یا یہ کہ انہیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ ہے جو صرف اور صرف خدا کی ذات کا منصب ہے۔

شاید کوئی منچی اور کودن یہ کہنے کی کوشش کرے کہ اسرار کوفی صاحب کی ذاتی رائے ضروری نہیں کہ ہر شخص تسلیم کر لے۔ ایسے ہٹ دھرم اور ضدی افراد کی خدمت میں عرض ہے کہ اول تو کسی چیز کے قبول و رد کا معیار اس چیز کا غلط اور صحیح ہونا اگر وہ رائے دلائل کی روشنی میں معقول و معتدل ہے تو اسے ضرور تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ اس غلط بات کو کہنے والے کثیر تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں اس کا رد کیا جانا ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ محترم اسرار کوفی صاحب کی اس وقیع رائے کو ملک کے ان کروڑوں عوام کی حمایت حاصل ہے جو پاکستان قومی اتحاد سے وابستہ ہیں اور پاکستان قومی اتحاد میں ایسی جماعتیں بھی شامل ہیں جنہیں ملک دشمن کہنے کی جرأت اربابِ اقتدار کو بھی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ محب وطن جماعتیں بھی ماضی میں خان عبدالولی خان کو قاید حزب اختلاف، مولانا مفتی محمود کو قائمقام قاید حزب اختلاف اور اب مولانا مفتی محمود کو پاکستان قومی اتحاد کا صدر تسلیم کر کے اپنے عمل سے یہ ثابت کر چکی ہیں کہ یہ لوگ محب وطن، محب قوم ہیں۔ خود ان کا عمل بھی کھلی کتاب کی مانند ساری دنیا کے سامنے ہے۔

بقیہ : خط مفتی صاحب

کا اعلان اور ان نئے انتخابات کے انتظامات کریں۔

صدر پاکستان کے نام مولانا مفتی محمود کے اس مکتوب میں کہا گیا ہے کہ ملک میں شدید سیاسی بحران کو ختم کرنے کا ایک ہی آئینی ذریعہ ہے کہ صدر مملکت جو آئین کی رو سے آخری با اختیار شخصیت ہے، اپنے خصوصی اور ہنگامی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ایک ایسی انتظامی مشینری کے ذریعہ جس کے بارے میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کا یقین ہو سکے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کرانے کا اعلان یہ انتظامی مشینری آئین کے مطابق انتخابات میں بدعنوانیوں کے امکانات کو روک سکے۔ مسٹر بھٹو اور ان کی کابینہ کے سرکاری اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے۔ اور اب ان پر انتظامیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مزید اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اور موجودہ الیکشن کمیشن آئین کے مطابق انتخابات کرانے کے سلسلے میں نااہل ثابت ہوا ہے اس وقت وطن عزیز کے لوگوں کی تشویش ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔ یہ تشویش مسٹر بھٹو اور ان کے دور حکومت کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ جس میں ان کے آزادانہ حق رائے دہی کے بنیادی حق کو دبایا گیا اور اب وہ اس کے حصول کیلئے کوشاں ہے۔ مسٹر بھٹو بدستور حکومت اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں اور وہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ وہ ۸ مارچ کو سے موجودہ وزیر اعظم کے اختیارات سے محروم ہو چکے ہیں۔ میں آپ سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے مخصوص آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ایک غیر جانبدارانہ الیکشن کمیشن کے زیر انتظام عام انتخابات کرانے کا اہتمام کریں۔

میں ایک مرتبہ پھر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ صورتحال میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہی واحد راستہ ہے جو اس صورتحال سے تحفظ دے سکتا ہے۔ مولانا مفتی محمود نے صدر مملکت کو اُس خط کی نقل بھی بھیجی ہے جو انہوں نے وزیر اعظم بھٹو کو بھیجی ہے۔

رپورٹ : یعقوب شیخ ملتان

• ڈپٹی کمشنر کی نگرانی میں لوٹ مار

• پرامن جلوس پر شیلنگ۔ گھڑیوں کی دکان لوٹ لی گئی

• چوک بازار کے دکانداروں کو مارا گیا۔ گاہکوں کو دھر لیا گیا۔ نقدی چھین لی گئی

• ایف ایس ایف کے بھوکے درندے مٹھائی اور بوتلوں پر ٹوٹ پڑے

• جوتوں سمیت مسجد میں گھس کر لاٹھی چارج کیا گیا

پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ملک گیر تحریک کے مختصر نوٹس پر ملتان کے جیالے سڑکوں پر نکل آئے۔ پیر طریقت مولانا حامد علی جان شیخ خضر حیات ایڈووکیٹ اور محمد اشرف خان رکن پاکستان قومی اتحاد کی قیادت میں مسجد پھول ہٹ سے جلوس نکالا گیا۔ یہ پرامن جلوس چوک بازار سے حسین آگاہی پہنچا تو ایس ایس پی ملتان راستہ روکے کھڑا تھا۔ پرجوش نوجوانوں کا ریلا آگے بڑھا اور پولیس کا گھیرا ٹوٹ پھوٹ گیا۔

دوسرے روز وفاقی وزیر سید ناصر علی رضوی ایک خاص مشن پر ملتان آئے تھے۔ ان کی ہدایت پر جگہ جگہ مورچے بنائے گئے اور سرکلر روڈ پر فائر بندی کر کے خوف و ہراس پھیلانے کے لئے بلا وجہ شیلنگ شروع کر دی گئی۔ اس پریشن کی نگرانی ڈپٹی کمشنر ملتان کر رہے تھے۔ اور ایف ایس ایف کا ایک ذمہ دار آفیسر ان کی امداد کے لئے جگہ جگہ رائفل بردار دستے متعین کر رہا تھا۔

جلوس مسجد پھول ہٹ سے کپ بازار کی طرف بڑھا تو مقامی حکام کا پارہ چڑھ گیا بے تحاشا شیلنگ شروع کر دی گئی۔ دفتر جمعیت علمائے اسلام کے قریب سینکڑوں گولے پھینکے گئے حالانکہ یہ راستہ جلوس کا راستہ تھا ہی نہیں۔ اس جلوس کی قیادت ولایت حسین گردیزی اور نور عالم قریشی ایڈووکیٹ نے کی۔

جلوس اپنے راستہ پر بڑھتا گیا اور لوہاری گیٹ پہنچ گیا۔ جلوس کو دیکھتے ہی شیلنگ شروع ہو گئی اور بعد میں گولی بھی چلائی گئی دو آدمی موقعہ پر زخمی ہوئے۔ ایک شیلنگ سامنے سے کی جا رہی تھی اور دوسرا ایک چوبارہ سے شیل پھینکے جا رہے تھے۔ اس شدید حملہ کی زد میں آکر شیخ خضر حیات اور ایک کارکن محبوب بے ہوش ہو گئے۔ مولانا حامد علی خان، محمد اشرف خان، مولانا محمد شریف، نور عالم قریشی اور دوسرے قائدین گیس سے شدید متاثر ہوئے۔ نوجوانوں نے اینٹ روڑوں سے محاذ سنبھالا تو بزدل رائفل بردار میدان سے بھاگ گئے۔ قومی اتحاد کے رہنما اور رضاکار ایف ایس ایف کے گولوں اور گولیوں کے مقابلے میں مصروف تھے اس موقع کو غنیمت جان کر ڈپٹی کمشنر ملتان پولیس فورس نے کر حسین آگاہی کے راستہ چوک بازار پر حملہ آور ہوا۔

دکانداروں کو گھسیٹ کر مارا گیا۔ گاہکوں کو دھر لیا گیا۔ نقدی چھین لی گئی۔ دکانوں کو لوٹ لیا گیا۔ اس محاذ پر پیش قدمی کرتے ہوئے امن کے یہ احمق محافظ چوک پر پہنچے تو شیلنگ کی بارش شروع ہو گئی۔ گیس سے محفوظ رہنے کے لئے ہر شخص پانی کا متلاشی تھا۔ بچے گھروں سے پانی کی بالٹیاں اٹھا لاتے اور لوگوں میں گھوم پھر کر پانی مہیا کرنے لگے۔ تھانہ کپ کے انچارج محمد صابر کو بچوں کی یہ ادا پسند نہ آئی اور غصہ سے پاگل ہو کر پستول نکالا اور گولی شفیق شہید کے سینہ میں پیوست ہو گئی۔ پندرہ سال کا یہ نوخیز جوان ڈھیر ہو گیا اور اپنے مقدس خون سے ملتان کی سرزمین کو رنگین کر دیا۔

یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر سو پھیل گئی نوجوان اس قدر مشتعل ہوئے کہ تھانہ کپ کا گھراؤ کر لیا۔ ادھر چوک بازار میں پرجوش نوجوان میدان میں آچکے تھے اور پولیس کو تین دفعہ بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر بھاری پولیس فورس کے جلو میں آگے بڑھا اور تھانہ کپ کی حفاظت کے زعم میں تھانے پہنچا۔ نوجوانوں کے تازہ دم دستے دوبارہ پتھراؤ کرنے لگے۔ یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی ٹیں ٹیں فش ہو گئی۔ امداد کے لئے فوج طلب کی گئی۔ فوجی دستے بازار میں داخل ہوئے تو نوجوانوں نے پاک فوج زندہ باد کے نعرے لگائے اور تالیوں سے خیر مقدم کیا۔ ایک میجر

صاحب بلاتکلف عوام کے قریب آتے۔ ان کو پرامن رہنے کی درخواست کی۔ میجر صاحب کو اپنے سامنے دیکھ کر ہر شخص صرف شکایت بن گیا۔ اور ایف ایس ایف کے ظلم تشدد و بربریت کی داستان ہر شخص اپنے الفاظ میں بیان کر رہا تھا عوام نے مطالبہ کیا کہ ایف ایس ایف اور پولیس سے شہر کو خالی کرایا جائے۔

میجر صاحب نے عوام کا مطالبہ تسلیم کر لیا جگہ جگہ فوج کے جوان متعین کر دیتے گئے۔ ایف ایس ایف کے بھگوڑوں کو ہاتھ کھڑے کرا کے (سلنڈر) صورت میں شہر سے نکالا گیا۔ ظالم شہر سے نکل گئے اور امن وامان کی صورت حال بحال ہو گئی۔ شفیق شہید کے گھر آخری زیارت کے لئے آنے والے لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ رات کے ایک بجے ایس ایس پی ملتان کا پیغام آیا کہ جو کی دہلی گیٹ حاضری دو۔ مقصد یہ تھا کہ شہید کا جسم قبضہ میں لیا جائے۔ نوجوانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی قیمت پر شہید کا جسم ظالموں کے سپرد نہیں کیا جائے گا۔ ۱۱ بجے دن جنازہ اٹھایا گیا۔ بڑے احترام کے ساتھ بڑے اعزاز کے ساتھ شہید ملتان کو دفن کیا گیا۔ اس سانحہ کے بعد مظاہرہ روز کا معمول بن چکا ہے۔

پریس نوٹ

شفیق شہید کی المناک موت کو سیاسی طور پر قومی اتحاد کے خلاف استعمال کرنے کی غرض سے انتظامیہ نے ایک پریس نوٹ جاری کیا۔ جس میں یہ الزام عائد کیا کہ اتحاد کے لوگوں نے ہی قتل کیا ہے۔ اور اس الزام میں ۷۵ نوجوانوں کے خلاف ۳۰۲، ۳۰۷/۱۴۸، ۱۴۸/۴۳۶، ۱۵۳/۱۸۸، وغیرہ دفعات میں مقدمہ بنایا گیا۔ اس قدر سفید جھوٹ گھڑتے وقت انتظامیہ کے کسی ایک شخص کے ضمیر نے بھی شاید ملامت نہ کی ہو ورنہ شرم کی جگہ ہے؟

۱۹ مارچ کو جلوس بوہڑ گیٹ سے باہر شاہین گیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ پولیس نے مداخلت کی پتھراؤ ہوا اور شیلنگ! نماز مغرب کا وقت قریب تھا مسجد میں نمازی جمع تھے۔ قریب ہی ایک سرکاری جیپ جل گئی۔ حالات قابو سے باہر ہوتے فوج طلب ہوتی۔

پولیس کو معلوم ہوا کہ مسجد میں بہت سے لوگ جمع ہیں۔ چند سپاہی جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گئے۔ بے تحاشہ لاٹھی چارج کیا اور بٹ مار مار کر نمازیوں کو لہولہان کر دیا۔ مسجد خالی ہو گئی لوگوں نے پناہ تلاش کی تو ان کو گرفتار کر کے تھانہ لے جایا گیا۔ اور ۳۰۷/۳۵۳، ۱۴۸/۱۴۹ وغیرہ دفعات میں ۸۲ افراد پر مقدمہ درج کر لیا گیا۔

پریس ایکشن کے بعد جب نمازی مسجد میں گئے تو ہر طرف جوتے بکھرے پڑے تھے۔ خون کے دھبے تھے۔ اور چٹائیاں الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی تھی۔

ضلع ملتان میں میاں چنوں، خانیوال، شجاع آباد، لودھراں، کہروڑ پکا میں روزانہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں، دوٹرن کے تمام اہم مقامات اوکاڑہ ساہیوال، مظفرگڑھ، کوٹ ادو، لیہ، ڈیرہ غازیخان میں بھی مظاہرے اور گرفتاریاں روزانہ جاری ہیں۔

اتحاد کے سیکرٹری عقیل صدیقی کو تین ماہ کے لئے نظر بند کیا جا چکا ہے۔ اتحاد نے شیخ محمد یعقوب کو قائم مقام سیکرٹری بنایا ہے۔

ٹریڈرز چیمبر ملتان کے نائب صدر جناب حاجی رشید احمد کو ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا۔ اور نور عالم قریشی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ ان تینوں راہنماؤں کو سی کلاس میں رکھا جا رہا ہے جو کہ صریحاً قواعد کی خلاف ورزی بھی ہے۔ اور

وزیر اعظم سے مذاکرات کے بارے میں قومی اتحاد نے اپنے مؤقف میں تبدیلی سے انکار کر دیا

قومی اتحاد کے مطالبات تسلیم کرنے کیلئے آئین میں تبدیلی کی ضرورت نہیں مفتی محمود

مطالبات تسلیم کر لیے جائیں تو انکے دستور کے مطابق ہونے پر بات چیت ہو سکتی ہے

مفتی محمود نے وزیر اعظم بھٹو کے خط کا جواب دے دیا

لاہور۔ ۲۴ مارچ (اسٹاف رپورٹر) قومی اتحاد نے وزیر اعظم سے مذاکرات سے متعلق اپنے پہلے مؤقف میں تبدیلی سے انکار کر دیا ہے۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے وزیر اعظم بھٹو کی طرف سے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو مذاکرات کی نئی پیش کش کے جواب میں وزیر اعظم بھٹو کو جوابی مراسلے میں کہا ہے کہ قومی اتحاد کا مؤقف بالکل واضح ہے کہ اگر آپ ہمارے ۱۳ مارچ کو پیش کیے ہوئے مطالبات یعنی آپ کا وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہونا، ایسے نئے الیکشن کمیشن کی تشکیل جس سے عوام کا اعتماد حاصل ہو اور عدلیہ اور افواج کی نگرانی میں نئے انتخابات کا انعقاد تسلیم کر لیں تو ان مطالبات کو موجودہ دستور کے اندر رہتے ہوئے پورا کرنے کے طریق کار پر ہم آپ سے ہر وقت ہر جگہ بات چیت کرنے پر آمادہ ہیں۔

مولانا مفتی محمود نے وزیر اعظم بھٹو کے خط کے جواب میں لکھا ہے کہ ہمارے مطالبات پر عمل کرنے کے لیے دستور میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ آپ نے اپنا ۱۹ مارچ کا خط جواب کا انتظار کیے بغیر پریس کو برائے اشاعت جاری کر دیا گیا تھا۔ مولانا مفتی محمود کے جوابی خط کا متن آج قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد نے ایک پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں کو جاری کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ خط آج ہی وزیر اعظم بھٹو کو بھیجا جا رہا ہے۔ اور آج انہیں پہونچ جائے گا۔ اس خط کا مکمل متن حسب ذیل ہے۔ :

مائی ڈیئر بھٹو صاحب!

آپ کا ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء کا خط مجھے بیس مارچ کو سہ پہر موصول ہوا۔ میرے ساتھیوں کی رہائی کے بعد اس خط پر پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲۲ مارچ کو غور کیا گیا آپ کے اس خط کو پڑھنے سے صاف طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ اپنے رویے میں سخت سے سخت تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان خطوط کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آپ تو اتحاد کے ساتھ بات چیت کرنے کے خواہشمند ہیں، لیکن ہم کسی قیمت پر بھی آپ سے بات کرنے پر آمادہ نہیں۔ حالانکہ حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے۔ آپ نے اپنی پیش کش کی ابتداء ۱۲ مارچ کو ریڈیو ، ٹی وی، براڈکاسٹ کے ذریعہ کی۔ حسب عادت اپنی تقریباً ۸۰ منٹ کی تقریر میں اپوزیشن پر بے بنیاد گھسے پٹے پرانے الزامات کو دہرایا۔ جی بھر کر بُرا بھلا کہا، دھمکیاں دیں اور واضح طور پر یہ موقف اختیار کیا کہ جہاں تک قومی اسمبلی کے انتخابات کا تعلق ہے۔ یہ ایک طے شدہ معاملہ ہے۔ اس موضوع پر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ البتہ "دیگر اُمور" زیر بحث لائے جا سکتے ہیں۔ اس لیے یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے مذاکرات کے دروازے پہلے ہی نشریہ میں بند کر دیے کیونکہ ہمارے نزدیک اصل معاملہ ہے ہی یہی کہ ۷ مارچ کے قومی اسمبلی کے الیکشن دستور کے مطابق نہیں ہوئے۔ ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت اس دن پوری قوم کے ساتھ فریب کیا گیا۔ اس لیے

اصل مسئلہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے انعقاد کا ہے جو آپ کے نزدیک طے شدہ اور ناقابل گفت و شنید ہے۔

اپنے ۱۳ مارچ کے خط میں آپ نے اپنی بارہ مارچ کی نشری تقریر کو مذاکرات کے لیے پیش کش سے تعبیر کیا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں تو آپ نے اپوزیشن کو برا بھلا کہنے کے بعد یہ واضح کر دیا تھا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے انعقاد پر آپ ہرگز کوئی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ اسی لیے میں نے ۱۴ مارچ کو آپ کو لکھا تھا کہ آپ کی نشری تقریر کے پیش نظر ملک کا وسیع تر مفاد اس بات کا متقاضی ہے کہ موضوع کے تعین کے بغیر بات چیت لاحاصل ہوگی۔ اس لیے آپ گفتگو کی بامقصد پیشکش موضوع کی صراحت کے ساتھ کریں۔ تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ملک و ملت کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ اپنے رویئے میں معقول تبدیلی پیدا کریں گے، لیکن مجھے افسوس ہوا کہ آپ نے اپنے ۱۵ مارچ کے خط میں صاف صاف وضاحت کے بجائے الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ بات کو مزید پیچیدہ بنانے کی کوشش کی۔ آپ نے اس خط میں کہا ہے کہ "بات چیت کا دائرہ آپ کے نزدیک واضح ہے" یعنی آپ نے اس موقف کو دہرایا کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے انعقاد کے بارے میں آپ کوئی مذاکرات کرنے پر کسی قیمت پر آمادہ نہیں ہیں۔ یہی نہیں ہے، بلکہ اس خط میں آپ نے پھر قومی اتحاد پر بے بنیاد اور سنگین الزام تراشی کی ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ کسی ایسی تجویز کو زیر بحث لانے پر آمادہ نہیں ہو سکتے، جو دستور کے دائرہ سے متجاوز ہو اور یہ کہ دستور پاکستان کے استحکام کا ذریعہ ہے اور اس سے تجاوز ملک کو خطرناک صورت حال سے دوچار کر سکتا ہے۔ آپ کو دستور اور اس کے مندرجات کا کتنا لحاظ ہے اور آپ نے خود دستور پر کتنا عمل کیا ہے۔ یہ بات تو یہاں زیر بحث نہیں، لیکن میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کب اور کہاں ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم کوئی ایسا مطالبہ کر رہے ہیں جس سے دستور کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ اور آپ نے کیسے یہ نتیجہ نکالا کہ ہمارا مطالبہ دستور کی حدود کے اندر پورا نہیں ہو سکتا۔ اس خط میں آپ نے نہ صرف یہ کہ موضوع کی صراحت سے دانستہ گریز کیا ہے، بلکہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ ہم دستور کی حدود کو پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اب قوم اس حقیقت سے واقف ہے کہ ہماری جدوجہد دستور کی بالادستی اور اس پر حقیقی طور پر عمل کرنے کے لیے ہی ہے۔ اور دستور کی خلاف ورزی آپ کی جانب سے ہوئی ہے، حالانکہ آپ کا فرض اس پر نیک نیتی سے عمل کرنا اور کرانا تھا۔

آپ کے ۱۵ مارچ کے خط میں ہماری درخواست کے باوجود موضوع کی صراحت نہیں کی گئی، بلکہ اسے بھی الزام تراشی کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں تھی جس کا جواب دیا جاتا، لیکن پھر بھی ہم اس خط کو جنرل کونسل میں زیر بحث لاتے اور ۱۷ مارچ کو میں نے اپنے مؤقف سے دوبارہ آپ کو آگاہ کیا۔ ہم نے آپ کو یاد دلایا کہ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو الیکشن کے نام پر پوری قوم کو دھوکہ دیا گیا۔ رائے دہندگان نے پیپلز پارٹی کو مسترد کر کے قومی اتحاد کے حق میں اپنی رائے کا استعمال کیا لیکن فریب، دھاندلی اور دھوکہ کے ذریعہ برعکس نتائج کا اعلان کر دیا گیا۔ پوری قوم بجا طور پر اس پر مضطرب ہے۔ ۱۰، ۱۱ اور ۱۴ مارچ سے رونما ہونے والے واقعات قوم کی ٹھیک ٹھیک عکاسی کر رہے ہیں۔ غالباً صرف آپ ہی اس حقیقت کو جھٹلا سکتے ہیں، لیکن یہ انکار حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ ہم نے اپنی جانب سے اپنے ۱۷ مارچ کے خط میں اپنے مؤقف کی دوبارہ وضاحت کر دی کہ دستور کے تقاضوں کے مطابق قومی اسمبلی کے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کا انعقاد قوم کا جائز مطالبہ ہے۔ اور در اصل اپنی دستوری ذمہ داریوں کو پورا نہ کر کے، بلکہ اس کے برعکس عمل کر کے آپ اور آپ کی حکومت دستور کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اسی لیے ہم نے پھر آپ سے اپیل کی کہ آپ قوم کے فیصلے کو تسلیم کر لیں اور اس کے مطابق عمل کریں، لیکن ۱۹ مارچ ۷۷ء کے اپنے طویل خط کو بھی آپ نے مذاکرات کے موضوع کے تعین کے بجائے الزام تراشی ہی کے لیے استعمال کیا۔ اس خط کے جواب کا انتظار کیے بغیر پوری خط و کتابت کو یکطرفہ طور پر پریس میں شائع کر دینے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس خط و کتابت کا مقصد قومی اتحاد کو مطعون کرنا، معاملہ کو الجھانا اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت رائے عامہ کو گمراہ کر کے اس تشدد کے لیے راہ ہموار کرنا ہے جو آپ عوام پر ان دنوں کر رہے ہیں اور آئندہ مزید کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اس خط کے دوسرے پیراگراف میں اپنے موقف کے صاف صاف اظہار سے پھر گریز کیا ہے، حالانکہ میں مسلسل آپ سے اس کی وضاحت کی درخواست کر رہا ہوں۔ میں اپنی جانب سے اتحاد کے اس موقف کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ ۷ مارچ کے الیکشن آپ نے اور آپ کی انتظامیہ نے دانستہ طور پر ایک فریب میں تبدیل کر دیئے۔ یہ انتخابات دستور کے مطابق ہوئے ہی نہیں۔ اس لیے قومی اسمبلی کے از سر نو انتخابات ہونے چاہئیں۔ ہمارے نزدیک یہ انتخابات دستور کی حدود کے اندر ممکن ہیں۔ معاملہ چند نشستوں اور بعض شکایتوں کے ازالے کا نہیں ہے بلکہ قومی اسمبلی کے انتخاب کا ہے۔ آپ اپنی خط و کتابت اور تقریروں میں دستور کے احترام کا دم بھرتے رہے ہیں، لیکن افسوس کہ آپ کا عمل ہمیشہ اس کے برعکس رہا ہے۔ آپ کے دورِ اقتدار میں ضمنی انتخابات میں جو کچھ کیا گیا اس سے کون ناواقف ہے۔ خود آپ بھی بعض موقعوں پر ان میں کی جانے والی دھاندلیوں کا اعتراف کر چکے ہیں۔ پھر آزاد کشمیر میں جس شرمناک طریقہ پر الیکشن کرائے گئے اس سے بھی آپ کے عزائم ظاہر ہو گئے ہیں۔ آپ کے اسی طرزِ عمل کے پیش نظر اپوزیشن کو یقین تھا کہ جو الیکشن بھی آپ کے دور اقتدار میں ہوں گے وہ آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے اپوزیشن نے بار بار مطالبہ کیا کہ الیکشن کو دستور کے مطابق بنانے کے لیے چند شرائط پوری کی جائیں۔ اس بات کو تسلیم کرنے کے بجائے ان کا مضحکہ

اڑایا گیا اپوزیشن کو مطعون کیا گیا اور ہمارے مطالبات تسلیم کرنے سے دو ٹوک انکار کر دیا گیا۔ ہم جمہوری عمل پر یقین رکھتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ دستور کے مطابق عوام کی آزاد مرضی سے ان کے نمایندوں کا چناؤ عمل میں آئے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ۷ جنوری ۷۷ء کو الیکشن کے اعلان کے بعد ہم نے ان انتخابات میں غیر مشروط طور پر حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ خود آپ اور آپ کی پارٹی پچھلے پانچ برسوں سے میدان میں تھی۔ اپوزیشن کو عوام سے رابطہ قائم کرنے کے ہر حق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ اپوزیشن کے روزنامے اور رسائل و جرائد کی اشاعت پر پابندی عاید کی گئی تھی۔ آزاد اخبارات پر بھی ایسی قیود لگ گئیں، جن کی مثال دور غلامی میں بھی نہیں ملتی۔ ریڈیو، ٹی وی اور سرکاری اخبارات کو حکومت کے حق میں جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے اور اپوزیشن کی کردارکشی کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔ متفقہ دستور میں ایسی تبدیلیاں کی گئیں جن سے عدلیہ بے اختیار ہو گئی اور خصوصی عدالتوں اور ٹریبونل نے متوازی عدلیہ کی جگہ لے لی، جو عملاً انتظامیہ ہی کا ایک حصہ ہے۔ شہری حقوق اور آزادیاں سلب کی گئیں۔ اپوزیشن رہنماؤں اور کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، سیاسی قتل اور اغوا کے واقعات عام ہوتے۔ خواتین تک کو جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا گیا۔ ڈی پی آر کو اپوزیشن کو کچلنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔ وکلاء، طلبا، مزدوروں اور کسانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ملازمین کو بے بس کر دیا گیا۔ ہنگامی حالات کے تحت شہریوں کو ان کے تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ پورا ملک مسلسل ۱۴۴ کی گرفت میں رہا۔ گذشتہ چار برس سے بلوچستان کے عوام کو ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا ہے۔ وہاں کے حالات اس درجہ خراب ہیں کہ ہمارے لیے وہاں انتخابات میں حصہ لینا بھی ممکن نہیں رہا۔ دیر اور سوات میں بھی اسی طرح مظالم ڈھائے گئے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود ہم نے الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔ ۷ جنوری کو الیکشن کی تاریخوں کے اعلان کے ساتھ آپ کی طرف سے قوم کو یقین دہانی کرائی گئی کہ آپ اور آپ کی حکومت انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ کرانے میں ہر ممکن کوشش کرے گی۔ آپ کی یہ یقین دہانی آزادانہ الیکشن کے لیے کسی طرح بھی کافی قرار نہیں دی جا سکتی۔ ہم نے بار بار توجہ مبذول کرائی کہ اگر فی الحقیقت آپ اپنے وعدے میں سچے ہیں تو بلا تاخیر ایسے اقدامات کریں جن سے قوم میں اعتماد پیدا ہو اور جن کی وجہ سے انتخابات میں کی جانے والی دھاندلی کا فوری اور مؤثر سدباب ہو سکے۔ جنوری اور فروری کے آغاز میں اپوزیشن نے وضاحت کے ساتھ دو باتیں آپ کے سامنے پیش کیں۔ اولاً یہ کہ انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ کرانے کی ذمہ داری الیکشن کمیشن اور چیف الیکشن کمشنر پر ہے، لیکن ان دونوں کو کوئی قانونی اور مالی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ ایسے اختیارات کی عدم موجودگی میں یہ بالکل بے بس ہیں۔ اور کسی طرح بھی اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے دستوری فرائض کو پورا کر سکیں۔ اس لیے اگر آپ اپنے وعدے میں مخلص ہیں تو ان پر عمل پیرا ہونے کے لیے درج ذیل اقدامات اٹھائیں۔

الیکشن کمیشن اور کمشنر کو ایسے قانونی اور مالی اختیارات دیئے جائیں جن کی موجودگی میں وہ اپنے دستوری فرض کو بطریق احسن پورا کر سکیں۔ جہاں میں آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ عوامی نمایندگی کے قانون کی منظوری کے وقت اپوزیشن کی پیش کی ہوئی ترامیم کو رد کر دیا گیا اور اسے قانون کے وعدے کے خلاف نہایت عجلت کے ساتھ اسمبلی سے منظور کرا لیا گیا۔

ثانیاً یہ کہ الیکشن کمیشن اور کمشنر کو اختیار دیا جائے کہ اگر وہ ضرورت محسوس کریں تو صدر پاکستان سے دستور کے آرٹیکل ۲۴۵ کے مطابق یہ درخواست کر سکیں کہ سول انتظامیہ کی مدد کے لیے افواج پاکستان کو جب اور جہاں ضرورت ہو الیکشن کو آزادانہ اور منصفانہ بنانے کی خاطر طلب کر لیا جائے۔ الیکشن میں ملک گیر دھاندلیوں کے بعد تو آپ بظاہر بڑی فیاضی کے ساتھ چیف الیکشن کمشنر کو مزید اختیارات بذریعہ آرڈیننس دے رہے ہیں، لیکن افسوس کہ جب ایسا کرنے کا صحیح وقت تھا اس موقع پر آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ اس وقت ایسا کرنا آپ کے ان منصوبوں کو بڑی حد تک ناکام بنا سکتا تھا۔ جن پر آپ عمل کرنے کا تہیہ کر چکے تھے۔ سرکاری پارٹی کے مقابلے میں حزب اختلاف کے امیدواروں کے کاغذات نامزدگی داخل کرانے میں جس طرح رکاوٹیں پیدا کی گئیں، امیدواروں اور ان کے تجویز و تائید کنندگان کو اغوا کیا گیا۔ اس نے آپ کے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے وعدوں کا پول کھول دیا۔ وزیراعظم اور چاروں وزراء اعلیٰ ناجائز طریقے سے بلامقابلہ منتخب قرار دیئے گئے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حکومت نے الیکشن کی ابتدا ہی دھاندلی سے کی۔ پھر انتخابی مہم کے دوران نہایت دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کے ساتھ ملک کا خزانہ وسائل ٹرانسپورٹ، سرکاری ملازمین، قومیائے ہوئے ادارے ریڈیو، ٹی وی نے اپنے رویے میں تبدیلی نہیں کی۔ پرائم منسٹر ہاؤس عملاً پیپلز پارٹی کا دفتر بنا دیا گیا، اور پارٹی سرکلر بذریعہ ڈاک بھیجنے کے لیے سروس سٹمپ استعمال کیے جاتے رہے۔ ہم بار بار اس صورت حال پر احتجاج کر رہے تھے، لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ آپ کا ایسا کرنا یقیناً اس حلف کے خلاف تھا جو آپ نے اپنے عہدے پر فائز ہوتے ہوئے اٹھایا تھا۔ انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے بعد بھی بڑے پیمانے پر سرکاری تبادلے ہوتے رہے پیپلز پارٹی کے امیدوار جگہ جگہ کہتے تھے کہ عوام ووٹ چاہے جسے دیں، لیکن کامیاب ہم ہی ہوں گے۔ آپ کے امیدوار اسی توقع پر انتخابی مہم میں خاطرخواہ دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ آپ نے جس طرح جلسے منعقد کیے یا جلوسوں کا انتظام کیا ان کی نوعیت سے آپ خود بھی واقف اور پوری قوم بھی آگاہ ہے اپوزیشن کے رہنما بدستور جیلوں میں بند رہے، بلکہ نئی گرفتاریاں عمل میں آتی رہیں۔ ریڈیو ٹی وی ہماری کردارکشی کرتا رہا۔ غلط اور جھوٹے پروپیگنڈے میں تمام سابقہ ریکارڈ انہوں نے توڑ ڈالے۔ آپ کتنے ہی حسین الفاظ

میں اسے جھٹلانے کی کوشش کریں، حقیقت یہ ہے کہ ۷ مارچ کو قومی اسمبلی کے انتخاب میں جو ملک گیر دھاندلی غنڈہ گردی اور بے ایمانی کی گئی ہے اس نے الیکشن کو محض ایک ڈھونگ بنا ڈالا ہے۔ الیکشن کمیشن کے تینوں ممبران نے اسلام آباد میں کی جانے والی اپنی ۱۲ مارچ کی پریس کانفرنس میں خود اس حقیقت کا اعتراف کر لیا کہ اس روز کی جانے والی بدعنوانیوں، دھاندلیوں اور فریب کاریوں اور غیر قانونی حرکات کے ارتکاب کے خلاف پورے ملک سے وصول ہونے والی شکایات سے ان کا دفتر بھرا پڑا ہے۔ پھر چیف الیکشن کمشنر نے اپنے ۱۹ مارچ کے مراسلے میں جو انہوں نے آپ کو تحریر کیا ہے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ایسی شکایات بہت بڑی تعداد میں پورے ملک سے موصول ہوئی ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ ۷ مارچ کو قانون کی دھجیاں بکھیری گئیں۔ شدید ترین بدعنوانیوں کا ارتکاب ہوا اور انتخابات کے نتائج کو بدلا اور مسخ کیا گیا !!!

خود آپ نے اپنے براڈکاسٹ میں وفاقی وزراء اور اپنی پارٹی کے کارکنوں کی انتخابی بدعنوانیوں کا اظہار کیا۔ کمیشن کا از خود بہت سے حلقہ ہائے انتخابات سے ریکارڈ کا طلب کرنا بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ کمیشن نے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا ہے کہ وہ بدعنوانیوں کے خلاف کوئی اقدام کرنے کے قابل تھے ہی نہیں۔ پاکستان کے کروڑوں عوام اس دھاندلی کے عینی شاہد ہیں اور اس لیے آج پوری قوم سراپا احتجاج بنی ہوئی ہے۔ پاکستان کے عوام کا یہ ناقابل تنسیخ حق ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے نمائندوں کا انتخاب عمل میں لائیں۔ ۷ مارچ کو قومی اسمبلی کے انتخابات کے موقع پر آپ نے اور آپ کے رفقاء نے غیر دستوری اور غیر قانونی طور پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ انتظامیہ کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل پر مجبور کیا، الیکشن میں اتنے بڑے پیمانے پر دھاندلی کی کہ پورا انتخاب بے معنی ہو کے رہ گیا۔ آج قوم یہی اپنا حق مانگ رہی ہے اور اس کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے۔ قومی اسمبلی کے انتخابات بلا تاخیر از سر نو کرائے جائیں۔

آپ نے اپنے مذکورہ خط کے پیراگراف چار میں یہ کہہ کر بڑی زیادتی کی ہے کہ اتحاد ۸ مارچ سے غیر آئینی سرگرمیوں میں ملوث ہے اور آپ بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جدوجہد مکمل طور پر پُرامن اور آئینی ہے لیکن اسے غیر انسانی اور بہیمانہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ سینکڑوں بے گناہ پُرامن شہری جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ہزاروں افراد شدید زخمی ہوئے ہیں۔ جیلیں ہمارے کارکنوں سے مسلسل بھری جا رہی ہیں معزز شہریوں کو سر بازار ننگا کر کے پیٹا جا رہا ہے۔ آنسو گیس کا بے پناہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ گیس بھی ایسی جو اس سے قبل کبھی پاکستان میں استعمال نہیں کی گئی بعض مقامات پر بچوں اور خواتین تک کو گولیوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا گیا۔ اب خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ مختلف تعصبات کو ہوا دی جا رہی ہے۔ اتحاد کے رہنماؤں کو بغیر وجہ بتائے گھروں سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور اس سب کے باوجود آپ کا فرمانا ہے کہ آپ صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ میں اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے تمام اشتعال انگیزیوں کے باوجود اس تحریک کو آئین اور قانون کی حدود میں اب تک جاری رکھا ہے۔ قیمتوں میں اضافے کا الزام آپ ہم پر اس سے پہلے بھی عاید کر چکے ہیں مجھے معلوم ہے کہ یہ حقیقت تسلیم کرنا آپ کے لیے نہایت مشکل ہے کہ ملک کی موجودہ معاشی مشکلات کا سبب خود آپ کی غلط اقتصادی پالیسیاں، تعیش اور ملکی دولت کا غیر پیداواری کاموں میں ضائع کرنا ہے۔ مجھے خوشی ہوگی اگر آپ یہ بتانے کی تکلیف گوارا کریں کہ اپنی پارٹی کی انتخابی مہم پر خود آپ نے قوم کا کتنا سرمایہ صرف کیا ہے اور کس دستوری اختیار کے تحت آپ نے قومی وسائل کو اپنی پارٹی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرنا جائز سمجھا۔؟ کاش! آپ الزام تراشی کی روش ترک کر کے اصل معاملہ کو سمجھتے، حقائق کو تسلیم کرتے اور مسائل کو مؤثر طور پر حل کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتے۔ شکایات کے ازالہ کا جو حل آپ نے اپنے خط میں تجویز کیا ہے وہ قوم کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک معاملہ چند نشستوں یا بہت سی نشستوں کا نہیں ہے۔ بلکہ پورے انتخاب کا ہے۔ ہم ۷ مارچ کے پورے انتخاب کو قوم کے ساتھ ایک سنگین مذاق سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان نشستوں سے بھی دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے جہاں سے ہمارے امیدواروں کو منتخب قرار دیا ہے۔ ہمارے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ عوام کو اپنی مرضی سے اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔ ہماری جدوجہد عوام کے اس بنیادی حق کو منوانے کے لیے ہے نہ کہ ہم نشستوں کے حصول کے لیے کوئی سودے بازی کرنا چاہتے ہیں۔ انتخاب کا مطالبہ صرف قومی اتحاد کا مطالبہ نہیں۔ پوری قوم کا مطالبہ ہے۔ ملک کی تمام وکلا تنظیمیں اس مطالبے کی توثیق کر چکی ہیں۔ عدلیہ سے تعلق رکھنے والے معزز اصحاب اس کی تائید کر رہے ہیں۔ میں پورے اخلاص اور دردمندی کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آئین کی بالادستی، جمہوری اقدار کی بحالی اور معاشی خوشحالی کی خاطر آپ اپنی روش میں تبدیلی پیدا کریں اور وطن عزیز کو اپنے پیدا کردہ سیاسی بحران سے نکالنے کی مخلصانہ جدوجہد کریں

آپ کا ہر خط ملنے کے ساتھ ہی مجھے مختلف [illegible] سے ایسی اطلاعات بھی ملنا شروع ہو جاتی ہیں کہ تشدد اور ظلم کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خط و کتابت کے ساتھ انتظامیہ کو سخت رویہ اختیار کرنے کی ہدایت کس مقصد کے لیے دی جاتی ہے۔ قومی اتحاد کا موقف بالکل واضح ہے۔ کہ اگر آپ ہمارے بارہ مارچ کو پیش کیے ہوئے مطالبات کو یعنی آپ کا وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہونا، ایسے نئے الیکشن کمیشن کی تشکیل جس سے عوام کا اعتماد حاصل ہو اور عدلیہ اور افواج کی نگرانی میں انتخابات کا انعقاد تسلیم کریں۔ تو ان مطالبات کو موجودہ دستور کے اندر رہتے ہوئے پورا کرنے کے طریق کار پر ہم آپ سے ہر وقت ہر جگہ بات چیت پر آمادہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہمارے مطالبات پر عمل کرنے کے لیے دستور میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

آپ نے اپنا ۱۹ مارچ ۷۷ء کا خط جواب کا انتظار کیے بغیر پریس کو برائے اشاعت جاری کر دیا تھا۔ اس لیے میں اپنا یہ جواب بھی پریس کو جاری کر رہا ہوں۔

آپ کا مخلص

(مفتی محمود صدر پاکستان قومی اتحاد)

اسلامی حکومت میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور اسلامی حکومت کی ذمہ داریاں

مولانا منیر احمد صاحب کبھروڑ پکا

اسلامی حکومت کے حکمرانوں پر اسلام کیجانب سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی سلطنت سے ظلم وستم، جور وجفا، خیانت، قتل وخونریزی، غارتگری چوری ڈکیتی، بدامنی، لوٹ کھسوٹ، بدکاری، حرام خوری سود اور شراب خوری، مخصوص طبقہ کی اجارہ داری اور ہمہ قسم کے فتنہ وفساد اور مفاسد کو ختم کر کے ایسے صالح معاشرہ کا قیام عمل میں لائے۔ جس میں عدل و مساوات، امن وامان اور سکون واطمینان ہو۔ جس میں ملک کا ہر باشندہ ایک باعزت قوم کے فرد ہونے کی حیثیت سے باعزت زندگی گذار سکے، ضروریات زندگی میں بے فکری میسر ہو، بے کسوں اور بے سہارا وفادار لوگوں کو بھی انصاف مہیا ہو فریاد رسوں کی دادرسی ہو۔ اور سب لوگوں کے حقوق کی ادائیگی وتحفظ کا پورا پورا اہتمام ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اہل حقوق کے حقوق ادا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل کرو[1] اور حضرت داود علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے داود! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے لہٰذا تم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ لوگوں میں حق و انصاف سے حکومت کرو[2]۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے اللہ! جو شخص میری امت کے کسی شعبہ کا نگران اور ذمہ دار بنایا جائے اور اس کے باوجود وہ لوگوں پر بے جا سختی کرے تو تو بھی اسکے ساتھ سختی کر اور جو ذمہ داری قبول کر کے نرمی کا برتاؤ کرے تو تو بھی اس کے ساتھ ویسے ہی نرمی کا معاملہ کر[3]۔

اور جو شخص پبلک کی خدمت کے لئے متعین کیا جائے پھر وہ لوگوں کی حفاظت ونگرانی اتنی کرے جتنی کہ وہ اپنے گھر والوں کی حفاظت ونگرانی کرتا ہے تو ایسا شخص جنت کی بو نہ سونگھے گا[4]۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو قیامت کے دن جب گرمی اپنے شباب پر ہوگی اور اس دن اللہ پاک کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا تو اس دن شدید گرمی میں وہ کون لوگ ہوں گے۔ جن کو سایہ خداوندی میں پناہ ملے گی۔ صحابہ کرامؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو آپ نے فرمایا۔ وہ افراد حکومت کہ جب ان سے کلمہ حق کہا جاتا ہے تو بے چوں وچرا قبول کرتے ہیں اور جب ان سے کوئی اپنا حق طلب کرتا ہے تو وہ اس کا حق ادا کرتے ہیں اور جب وہ عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہیں تو پورا انصاف کرتے ہیں[5] اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مخلوق خدا میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین آدمی عدل پرور خلیفہ ہے اور مبغوض ترین ظالم بادشاہ" اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پہلی تقریر میں یہ حقیقت ظاہر کر دی کہ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک کہ میں دوسروں سے اس کو حق نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں .... اور اگر میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں[3]۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عمرو بن العاصؓ گورنر مصر کو لکھ بھیجا۔ اے عمرو! خدا کی قسم امت کی امارت قبول کر کے سخت امتحان میں مبتلا ہو گیا ہوں اب میں اپنے اندر ضعف محسوس کرتا ہوں اور حالت یہ ہے کہ رعایا ہر طرف بڑی تعداد میں پھیلی ہوئی ہے۔ ادھر بڑھاپا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ مجھے اٹھا لے تاکہ کوتاہی کے جرم میں پکڑا نہ جاؤں۔ تمہارے ماتحت علاقے کے کسی دور دراز گوشے میں بھی اگر کوئی اونٹ ضائع ہو گیا تو بخدا مجھے خوف ہے کہ اس کا جواب بھی قیامت میں مجھ سے لیا جائے گا[1]۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو مسلمانوں کے کاموں میں سے کسی کام کا ذمہ دار بنائے اور وہ ان کی چھوٹی بڑی ضرورت اور فقر کا بندوبست نہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی چھوٹی بڑی ضروریات اور محتاجی پر توجہ نہ دے گا[2]۔ اور ایک دفعہ فرمایا کہ لوگوں کے کاموں میں سے کسی کام پر

(۱ النساء ۔ ۷ ، ۲ ص ۔ ۲۶ ، ۳ جمع الفوائد ص۲۱ ج۱، ۴ جمع الفوائد ص۲۱۷ ج۱، ۵ مشکوۃ ص۳۱۴،)

(۳ طبقات ابن سعد ص۱۲۹ ج۳، ۱ حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط ص۲۵۵ خط نمبر۲۵۶، ۲ مشکوۃ ص۳۲۴)

جو شخص ذمہ دار بنایا جاتے پھر وہ اپنا دروازہ مسلمانوں یا مظلوم اور ضرورت مند انسانوں (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) پر بند کرے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص پر اپنی رحمت کے دروازوں کی اس کی اس ضرورت و محتاجی کے وقت بند کر لیتا ہے۔ جس میں وہ سب سے زیادہ مضطر ہوتا ہے۔[۳۳]

مسلم حکومت کی غیر مسلم رعایا

اسلامی حکومت کے حکمرانوں کو اپنی رعایا کے ساتھ اسلام جس رواداری، حسن سلوک، نرم روی، انصاف پسندی، عدل گستری کا نہایت تاکیدی انداز میں پابند کرتا ہے۔ اس میں مسلم وغیر مسلم میں کوئی فرق وامتیاز روا نہیں رکھتا۔ بلکہ ان کو یہ سبق سکھاتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے اہل اسلام اور غیر اہل اسلام یہودی، عیسائی ہندو، سکھ، سب پر کھلے رکھے ہیں۔ ہر ایک کو رزق ہوا، پانی، روشنی اور آسمان وزمین کی بے شمار نعمتوں سے یکساں استفادے کا حق ہے۔ کسی کو کسی نعمت کے استفادہ کے حق سے محروم نہیں کیا۔ اسی طرح جو حکومت قانون الٰہی پر عمل پیرا ہو اس کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اس سنت الٰہیہ پر چل کر قرآن وحدیث کی روشنی میں عدل پر مبنی ایسا نظام حکومت قائم کرے۔ جس میں مسلم وغیر مسلم کے امتیاز کے بغیر رعایا کے ہر فرد کو بنیادی حقوق اور بنیادی ضروریات زندگی حاصل ہوں اور اگر کوئی ایسا متعصب اور تنگ ظرف حاکم عہدہ حکومت پر براجمان ہو جائے جو بے شک مسلمانوں کے حقوق تو پورے طور پر ادا کرتا ہے۔ مگر غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں تغافل برتتا ہے، ان کی حق تلفی کرتا ہے، ان کو بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے مساوی نہ رکھتا ہو تو قرآن وحدیث اور خلفاء راشدین کے طرز عمل کی روشنی میں باوثوق طریقے سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں اور خود مسلم رعایا پر یہ ضروری ہے کہ یا اس حاکم سے اقلیتوں کے حقوق دلوائے یا پھر اس کو حکومت سے الگ کر دے اور اگر مسلم رعایا ایسا نہیں کرتی یہ بھی خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کے حقوق کی پامالی کا نظارہ کرتی ہے تو یہ حاکم اور اس کی مسلم رعایا دونوں گناہ کی زد میں آجاتے ہیں۔

اسلامی حکومت کا امتیاز

اسلامی حکومت کا یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو اس کو دیگر غیر مسلم حکومتوں پر فوقیت دیتا ہے کہ وہ اپنے ملک کی اس رعایا کو جو مذہبی شعائر قومی رسم ورواج، تہذیب وثقافت اور نسل وزبان کے اعتبار سے ہر طرح مسلم قوم سے جدا تشخص رکھتی ہے اور ہے بھی اقلیت میں لیکن با ایں ہمہ وہ حقوق عطا کرتی ہے کہ آج کی ترقی یافتہ انسانی خدمت کی دعویدار غیر مسلم حکومتوں میں شاید وہ حقوق ان کی اپنی ہم قوم وہم مذہب رعایا کو بھی حاصل نہ ہوں اور اگر کوئی حکومت فیاضی سے کام لیکر اور اپنی ہم قوم رعایا کو ضروری حقوق دے ہی دے تو اس سے زیادہ سے زیادہ اس حکومت میں قومی خدمت کا جذبہ تو بے شک معلوم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں انسانی ہمدردی، خیر خواہی اور انسانی خدمت کا کتنا جذبہ ہے اس کا معیار قومی خدمت نہیں بلکہ وہ طرز عمل ہے جو اس حکومت کا غیر قوموں کے ساتھ ہے۔ اور جب اس معیار پہ ایک اسلامی حکومت کا غیر مسلم حکومتوں کے ساتھ موازنہ کر دیکھا جاتا ہے تو یقین ہو جاتا ہے کہ اسلامی حکومت کا مقصد صرف حقوق مسلم کی نگہبانی ہی نہیں بلکہ غیر قوموں کے حقوق کی حفاظت کی خاطر مسلمان کے جان و مال کی قربانی بھی اس کا فرض ہے۔

رعایا کے حقوق

کسی حکومت کی رعایا کے وہ حقوق اور ضروریات جن کا تحفظ حکومت کے ذمہ ہوتا ہے بلکہ قیام حکومت کا مقصد قرار پاتا ہے وہ چار چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں مذہب، جان، مال عزت آبرو، ہر حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ رعایا کے مذہب جان مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔ اور اسلامی حکومت بھی اپنی رعایا مسلم اور غیر مسلم کی ان چاروں چیزوں کی محافظ ہوتی ہے۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے اور انہی چار چیزوں کی حفاظت کرنے کے لئے محکمہ فوج، محکمہ پولیس، محکمہ عدالت، محکمہ مالیات، محکمہ تعلیم، اور محکمہ صحت کا قیام کر کے تقسیم کار کر دی جاتی ہے۔ تاکہ مکمل طور پہ یہ ذمہ داری پوری ہو سکے۔ ہم ذیل میں پہلے اجمالی طور پر غیر مسلم اقلیتوں کے مذہب جان، مال، عزت کی حفاظت سے متعلق اسلامی دفعات پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن حدیث، عمل صحابہؓ اور تاریخی شواہد سے اس کا تفصیلی ثبوت فراہم کریں گے۔

حفاظت مذہب

۱۔ ان کے مذہب کو پورا تحفظ دیا جائے گا۔
۲۔ ان کو مذہبی رسوم کی ادائیگی میں پوری آزادی ہو گی۔
۳۔ اپنے مذہب کی تعلیم کے لئے اپنے بچوں کے لئے مکاتب کھول سکیں گے۔
۴۔ ان کے مذہب میں عیب جوئی یا طعنہ زنی نہیں کی جائے گی۔
۵۔ ان کو اجتماعی طور پر مذہبی تہوار منانے کی اجازت ہو گی۔
۶۔ مذہبی تہوار میں مسلم حکومت حتی الامکان ان کا تعاون کرے گی۔
۷۔ پادری، رہبان، گرجوں کے پجاری اور انکے مذہبی پیشوا اپنے عہدوں پر قائم رہیں گے۔
۸۔ ان کی عبادت گاہیں نہ منہدم کی جائیں گی نہ ان کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔
۹۔ عبادت گاہوں کے بوسیدہ ہو جانے کی صورت میں مرمت کر سکیں گے۔
۱۰۔ خاص اپنے شہروں میں بلا اجازت اور مسلمانوں کے شہروں میں با اجازت حاکم نئی عبادت گاہیں تعمیر کر سکیں گے۔
۱۱۔ مسلمان حاکم ان کی عبادت گاہوں کے لئے جاگیریں وقف کر سکیں گے۔
۱۲۔ ان کی عبادت گاہوں کا پورا پورا احترام

(۳۳ مشکوۃ صد ۳۲۴)

کیا جائے گا۔

۱۳۔ ان کی مذہبی کتابوں کی توہین نہ کی جائے گی۔

۱۴۔ تبدیل مذہب پر جبر قابل تعزیر جرم ہوگا۔

۱۵۔ ان کو مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں داخلہ کی اجازت ہوگی۔

۱۶۔ فیصلہ جات میں ان کو اختیار ہوگا۔ مسلمان قاضی سے یا اپنے مذہبی پیشوا سے فیصلہ کرائیں۔

۱۷۔ ان کے مسجد میں داخل ہونے پر پابندی نہ ہوگی۔

حفاظت جان

۱/۱۸ ان کی مسلمان کی جان کی طرح محفوظ ہوگی۔

۲/۱۹ ذمی کے قتل ہوجانے کی صورت میں قصاص لیا جائے گا۔

۳/۲۰ اس کے کسی عضو کاٹ دینے کی صورت میں بدلہ ہوگا۔

۴/۲۱ ان کی دیت (خون بہا) مسلمان کی دیت کے برابر ہوگی۔

۵/۲۲ جو مسلم رعایا کے لئے حفاظتی انتظامات کئے جائیں گے۔ ان کے لئے بھی کئے جائیں گے۔

۶/۲۳ ان پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو مدافعت کی جائے گی۔

۷/۲۴ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہوجانے کی صورت میں اس کی رہائی کی پوری کوشش کی جائے گی۔

۸/۲۵ ذمی کو کسی کافر غیر ذمی کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے گا۔

۹/۲۶ ان کو فوجی خدمت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۱۰/۲۷ ان کو علاج کے سلسلہ میں پوری سہولتیں حاصل ہوں گی۔

حفاظت مال

۱/۲۸ ان کا مال محفوظ رہے گا۔

۲/۲۹ ان کے تجارتی قافلے اور کارواں محفوظ رہیں گے۔

۳/۳۰ ان کی زمین محفوظ رہے گی۔

۴/۳۱ تمام چیزیں جو ان کے قبضہ میں تھیں بحال رہیں گی۔

۵/۳۲ ان کا کوئی حق جو پہلے سے ان کو حاصل تھا زائل نہ ہوگا۔

۶/۳۳ جو ان میں سے نہ کما سکے اور نہ اس کی کفالت کرنے والا کوئی موجود ہو تو بیت المال سے اس کو رزینہ ملے گا۔

۷/۳۴ ان کا مارا ہوا حق واپس دلایا جائے گا۔

۸/۳۵ ان کو اندرون ملک اور بیرون ملک تجارت کی اجازت ہوگی۔

۹/۳۶ ذرائع ترقی میں وہ برابر کے حصہ دار ہونگے۔

۱۰/۳۷ اسلام کی حرام کردہ اشیاء جو ان کے مذہب میں حلال ہیں ان کے کاروبار اور استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔

۱۱/۳۸ ان کو وہ تمام مالی حقوق حاصل ہوں گے جو اہل اسلام کو حاصل ہونگے۔

۱۲/۳۹ ان کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۱۳/۴۰ جزیہ (ٹیکس) یا خراج (لگان) جو ان سے لیا جائے گا۔ اس کے لئے محصل کے پاس خود نہیں جانا پڑے گا۔

۱۴/۴۱ ان کی عورتوں، بچوں، بوڑھوں، پاگل، بیمار، معذور، غلام، مریض، تنگدست افراد سے جزیہ یا خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ یہ لوگ حقوق رعایا میں برابر کے حق دار ہوں گے۔

۱۵/۴۲ ان سے عشر وصول نہیں کیا جائے گا۔

۱۶/۴۳ خراج یا جزیہ کی وصولی میں سختی نہیں کی جائے گی۔

۱۷/۴۴ خراج اور جزیہ سال سے پہلے وصول نہیں کیا جائے گا۔

۱۸/۴۵ طے شدہ مقدار سے زیادہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

۱۹/۴۶ ان کی حفاظت نہ کر سکنے کی صورت میں جزیہ واپس کر دیا جائے گا۔

۲۰/۴۷ اگر محصل بر وقت وصول کرنے کے لئے نہ پہنچا اور اس پر عرصہ گذر گیا تو سابقہ سالوں کا جزیہ ساقط ہوجائے گا۔

۲۱/۴۸ مسلمان ہوجانے کی صورت میں جزیہ اور خراج معاف کر دیا جائے گا۔

۲۲/۴۹ جو ذمی فوجی خدمت سرانجام دیں گے ان سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔

۲۳/۵۰ ان کے مردہ سے باقی ماندہ جزیہ یا خراج ساقط ہوجائے گا۔

۲۴/۵۱ ذمیوں کے چوپائیوں پر کوئی ٹیکس نہ ہوگا۔

۲۵/۵۲ ان کی نقدی سونا چاندی اور زیورات پر کوئی ٹیکس نہ ہوگا۔

۲۶/۵۳ ان پر خراج اور جزیہ کے علاوہ کوئی اور ٹیکس عائد نہ کیا جائے گا۔

۲۷/۵۴ اپنی ملکیت کے تصرف میں وہ آزاد ہونگے۔

حفاظت عزت

۱/۵۵ ان پر تہمت لگانا قابل تعزیر جرم ہوگا۔

۲/۵۶ ان کی غیبت مسلمان کی غیبت کی طرح حرام ہوگی۔

۳/۵۷ عدالتوں میں مسلم غیر مسلم کی حیثیت برابر ہوگی۔

۴/۵۸ ملک و قوم کے وفادار ثابت ہوجانے کی صورت میں سرکاری عہدوں پر فائز ہو سکیں گے۔

۵/۵۹ طے شدہ شرائط کی خلاف ورزی نہ کی جائے گی۔

۶/۶۰ ان کو بلند مکان بنانے کی اجازت ہوگی۔

۷/۶۱ ان کا قومی لباس تبدیل نہ کیا جائے گا۔

۸/۶۲ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہیں لیا جائے گا۔

۹/۶۳ جو ان کا نکاح وغیرہ کا معاملہ اپنے دین کے مطابق ہوچکا ہو مگر اسلام کے خلاف ہو تو وہ اسی پر برقرار رہیں گے۔ اگرچہ وہ مسلمان بھی ہوجائیں۔

۱۰/۶۴ اگر کوئی غیر مسلم حکومت اسلامی حکومت کو جزیہ دینا قبول کرے تو ان کی حکومت قائم رہے گی اور مسلمان ان کی ہر طرح حفاظت کریں گے۔

۱۱/۶۵ ان کے ملک میں فوج کشی نہ کی جائے گی۔

۱۲/۶۶ ان سے کسی جرم کے سرزد ہوجانے کی صورت میں مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی۔

قومی اسمبلی کے امیدواران اخراجات کے گوشوارے داخل کریں

از سید عطاءالرحمٰن جعفری سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

انتخابات میں حصہ لینے والے تمام امیدواران کے لیے اخراجات کے گوشوارے داخل کرنے لازمی ہیں۔ الیکشن جیتنے والے یا ہارنے والے یا الیکشن سے دستبردار ہونے والے سب کے لیے ضروری ہے کہ اخراجات کے گوشوارے داخل کریں۔ اخراجات کی تفصیل داخل نہ کرنا قانوناً جرم ہے جس کے لیے سزا دی جاسکتی ہے اور امیدوار آئندہ انتخابات میں حصہ لینے کے لیے "نااہل" قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن کی طرف سے خاص فارم جاری کیے گئے ہیں جو متعلقہ ریٹرننگ افسروں سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

گوشوارے تیار کرتے وقت مندرجہ ذیل باتیں ملحوظِ خاطر رکھیں۔

۱ (ا) قومی اسمبلی کے امیدواروں کے لیے انتہائی اخراجات کی حد چالیس ہزار روپے ہے۔

ب انتخابی اخراجات کی حد سے زیادہ خرچ کرنا قانوناً جرم ہے۔

ج اخراجات میں وہ فیس یا زرِ ضمانت جو آپ نے درخواست کے ساتھ جمع کرائی تھی شامل نہیں کرنی ہے۔

د اگر کسی وجہ سے مقررہ فارم نہ مل سکیں تو اصل فارم کی نقول پر بھی جو ٹائپ شدہ ہوں، گوشوارے داخل کیے جاسکتے ہیں۔

ح اگر کسی امیدوار نے الیکشن ایجنٹ کا تقرر کیا ہو تو اس صورت میں الیکشن ایجنٹ گوشوارے داخل کرنے کا مجاز ہوگا۔

گوشوارے داخل کرتے وقت مندرجہ ذیل موٹے موٹے اخراجات کو نظرانداز نہ کریں۔

۱ فہرست رائے دہندگان کی قیمت اور فہرستوں کی نقول کے اخراجات

۲۔ انتخابی مہم کے لیے اگر آپ نے جیپ یا گاڑی خریدی ہو تو یا کرایا پر لی ہو۔

۳ پٹرول کے اخراجات۔

۴ لاؤڈ سپیکر اگر آپ نے خریدا یا کرایا پر لیا ہو۔

۵۔ جلسوں اور جلوسوں کے انتظامات کے اخراجات۔

۶ کاغذات کا خرچ۔

۷ اشتہارات کا خرچ۔

۸ اخبارات میں اپنی انتخابی مہم کی تشہیر کے اخراجات۔

۹ اگر آپنے انتخابی مہم کیلیے دورہ کرنے کی غرض سے کوئی پارٹی مقرر کی ہو تو اس کے اخراجات۔

۱۰ اگر آپنے الیکشن کے سلسلے میں دفتری کارروائی کیلیے کوئی مددگار یا کلرک رکھا ہو تو اس کی تنخواہ وغیرہ کا خرچ

۱۱ انتخابی اخراجات کے ضمن میں اگر آپ نے کسی سے قرضہ لیا ہو تو اسے بھی اخراجات میں شامل کیجیے۔

۱۲ ہر مد کے اخراجات کے ساتھ رسید داخل کرنا ہوگی جس پر مُہر یا دستخط ثبت ہوں اور اگر رسید چھپی ہوئی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ نیز یہ بھی نوٹ کریں کہ اگر کسی مد پر پچیس روپے یا اس سے کم خرچ ہو تو اس کی رسید داخل کرنا لازمی نہیں ہے

۱۳ اخراجات داخل کرنے کی آخری تاریخ چھ مئی ہے۔ یاد رکھیے۔

بی۔ زیڈ کیکاؤس

سابق جج سپریم کورٹ آف پاکستان فرماتے ہیں:

انتخابات آئینی ترمیم کے بغیر بھی کالعدم قرار دیئے جاسکتے ہیں

ایک سوال یہ اٹھایا گیا ہے کہ آیا اس صورت میں جب کہ ان انتخابات میں حصہ لینے والی سب جماعتیں متفق ہوں پاکستان کے آئین میں ترمیم کے بغیر انتخابات کالعدم قرار دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

میرے خیال میں ایک سے زاید ایسے ذرائع موجود ہیں جن کے ذریعہ انتخابات کالعدم ہو سکتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انتخابات کے نتائج ہنوز سرکاری گزٹ میں شائع نہیں کیے گئے۔ تاہم ان نتائج کو اگر گزٹ میں چھاپ دیا جائے تب بھی آئین میں ترمیم کیے بغیر کالعدم قرار پا سکتے ہیں۔ میں اپنے دلائل ذیل میں کہ رہا ہوں

I آئین کی دفعہ ۲۲۵ کے تحت انتخابات صرف انتخابی عذر داری کے ذریعہ ہی ختم کیے جاسکتے ہیں۔

II لیکن اگر ایسا ہو جائے کہ خود آئین اور قانون کے ساتھ ہی دھوکا اور فریب کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ قانون کی نظر میں انتخاب سرے سے ہوئے ہی نہیں۔ اور اس طرح انتخابی عذر داری کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور ایسے نام نہاد انتخابات کے نتائج اگر شائع نہ کیے گئے ہوں تو روکے جاسکتے ہیں۔

یہی نقطہ نظر چیف الیکشن کمشنر کا ہے۔ جس کی روح سے انہوں نے چوبیس حلقہ ہائے انتخاب کا نتیجہ اس لیے طلب کیا ہے کہ دیکھا جاسکے کہ آیا انتخابات ہوئے بھی ہیں یا نہیں۔ اور اسی بنا پر کمیشن انتخابات کے پورے نتائج کو روک سکتا ہے۔ بلکہ اس بنیاد پر یہ بات اور بھی آسان ہے کہ انتخابات کو بحیثیت مجموعی یکسر مسترد کر دیا جائے۔

III اگر کمیشن ان انتخابات کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکتا ہے تو اسی طرح صدر ایک آرڈیننس کے ذریعہ یہ اعلان کر سکتا ہے کہ قانون کی نظر میں انتخابات نہیں ہوئے اور یہ آرڈیننس بھی ہر لحاظ سے اسی طرح چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ الیکشن کمیشن یا الیکشن کمشنر کے حکم کو بذریعہ آرڈیننس صدر انتخابات کے نتائج کی اشاعت روک سکتا ہے اور یہی نتیجہ حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرا ذریعہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ عوامی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء میں ایک مناسب شق بذریعہ آرڈیننس شامل کی جائے کہ جہاں دونوں جماعتیں متفق ہوں کہ قانون کی نظر میں انتخابات نہیں ہوئے تو یہ امر اس کے لیے کافی ثبوت ہوگا کہ انتخابات سرے سے ہوئے ہی نہیں اور ایسے نتائج اگر ہنوز شائع نہ ہوئے ہوں تو روکے جاسکتے ہیں۔

IV انتخابات کالعدم قرار دینے کے ضمن میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے طریقہ کار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ قومی اسمبلی کے انتخابات کو سوائے انتخابی عذر داری کے اور کسی ذریعہ سے مسترد نہیں کیا جاسکتا تو بات چیت کے لیے سرے سے بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ ایسی صورت میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بھی کالعدم قرار نہیں دیئے جاسکتے۔

درحقیقت اصل صورت یہ ہے کہ جو کچھ بھی مشکل درپیش ہے وہ صوبائی اسمبلیوں کے بارے میں ہے نہ کہ قومی اسمبلی کے بارے میں۔ کیونکہ قومی اتحاد کے الزام کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرے سے یہ انتخابات تھے ہی نہیں۔ جب کہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لیے کوئی ایسا اعتراض موجود نہیں۔ پاکستان قومی اتحاد نے ان کا بائیکاٹ کیا تھا۔ اور ان کے ضمن میں دھاندلی کے کوئی الزامات نہیں لگائے گئے

V میں مزید ایک طریقے کی نشاندہی کر سکتا ہوں جس کے ذریعہ انتخابات کو کالعدم قرار دینے کا مسئلہ بغیر کسی آئینی ترمیم کے حل کیا جاسکتا ہے اور طریقہ یہ ہے کہ انتخابات کو پہلے جائز تصور کیا جائے اور جب نتائج الیکشن کمیشن کے ذریعے شائع ہو چکے ہوں تو وزیراعظم بآسانی صورت حال سے نمٹ سکتا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری

اشٹوٹ گارٹ (ڈاڈ) آج سے ٹھیک دو سال قبل ٹیوبنگن کے رہنے والے ناشر ہورلٹ ایرڈمان کی طرف سے منعقد کئے جانے والے عرب جرمن ثقافتی ہفتے کو نہ صرف شعبۂ مشرقیت کے ماہرین نے پسند کیا بلکہ پورے وفاقی جمہوریہ جرمنی میں عوام نے بھی بہت سراہا۔ اب ہورلٹ ایرڈمان کو اس سلسلے میں ایک بار پھر کامیابی ہوئی ہے۔ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے جو نیلے رنگ کے مصنوعی چمڑے کی جلد میں لپٹی ہوئی ہے۔ یہ کتاب جس کا نام "پیغمبر کی زندگی" ہے۔ ابن اسحاق کی لکھی ہوئی رسول مقبول کی سوانح عمری کا جرمن ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ گیرنوٹ روٹر نے کیا ہے۔ یہ کتاب ایک سلسلے کی کڑی ہے جو نشری ادارہ ایرڈمان "عربی کلاسیکی ادب" کے عنوان سے شائع کرنا چاہتا ہے۔ اس ادب نے جو قرون وسطیٰ کے عظیم عرب ادیبوں اور مفکروں کے کام کا مجموعہ ہے۔ یورپ کی ثقافتی ترقی میں بڑا اہم رول ادا کیا ہے۔

اس کتاب کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں حضرت محمد کو کسی عظیم مقدس ہستی کے طور پر نہیں بلکہ ایک انسان کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ جیسے مغربی عیسائی دنیا نے صدیوں تک ایک انتہائی غلط تصور کے ساتھ دیکھا۔ لیکن اس عظیم انسان نے حضرت عیسیٰ کو اپنا بھائی اور حضرت آدم کو اپنا باپ قرار دیا۔ اس کتاب کے مترجم جناب روٹر نے جو ٹیوبنگن یونیورسٹی سے منسلک ایک ماہر مشرقیت ہیں۔ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ اس کتاب کے جرمن قارئین حضرت محمدؐ کی سوانح عمری کو غلط قسم کے "عیسائی تکبر" کے ساتھ نہیں بلکہ ایک عقیدت کے ساتھ پڑھیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اسلامی تاریخ نولیس کتنی حقائق پر مبنی ہے اور اسلامی تاریخ دان کتنے وسیع النظر ہیں۔

اس سوانح عمری کا سب سے پہلا جرمن ترجمہ ۱۸۶۴ء میں اس وقت شائع ہوا۔ جب ایک اور مشہور عرب تاریخ دان عبدالملک ابن ہشام کے تمام ادبی مجموعے کا ترجمہ اشٹوٹ گارٹ ہی میں کیا گیا تھا۔

تاریخی مسجد میں اسلامی مرکز کا قیام

شوٹینگن (ڈاڈ) وفاقی جمہوریہ جرمنی کے جنوب مغربی حصے میں واقع یہ چھوٹا سا شہر جو اپنی مشہور اسپارگس (مارچوبا) کی وجہ سے خوش نوش حضرات کے لیے خاصہ جانا پہچانا ہے اور جہاں ہر سال موسیقی کا میلہ لگتا ہے۔ اب وفاقی جمہوریہ جرمنی میں مقیم مسلمانو کا مرکز بننے والا ہے۔ وفاقی جمہوریہ جرمنی کے مسلمانوں کی تنظیم کے صدر جناب حسن حسین منصوبہ بنا رہے ہیں کہ یہاں دس لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کے لیے معلوماتی مذاکرے، دینی درس وتدریس اور زبان سکھانے کے انتظامات کئے جائیں۔

اس طرح شوٹینگن میں واقع اس ۲۰۰ سالہ قدیم مسجد کو اس کی حقیقی اہمیت اور ساکھ دوبارہ حاصل ہو جائے گی۔ ۱۹۸۵ء میں مالس کے جرمن شہزادہ کارل تھیوڈور نے اپنی بیوی کی خوشی کی خاطر اس قدیم مشرقی طرز کی مسجد کو تعمیر کروایا۔ کچھ دوسرے تاریخ دانوں کے مطابق شہزادہ تھیوڈور کو غیر ملکی طرز تعمیر سے والہانہ لگاؤ تھا۔ چاہے وجہ کچھ بھی کیوں نہ رہی ہو اس مسجد کو اب تک صرف ایک ہی بار عبادت کے لئے استعمال کیا گیا یعنی ۱۸۷۰ء میں جرمنی اور فرانس کی جنگ کے دوران۔

کچھ ہی مہینے قبل ماہ رمضان کی ابتدا کے موقع پر پہلی بار یہاں مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔ قبل اس سے کہ اس مسجد کو دوبارہ باقاعدہ دینی مقاصد کے لئے استعمال میں لایا جائے آثار قدیمہ کے افسروں کے خیال کے مطابق اس کی اچھی طرح سے صفائی اور ضروری مرمت کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری رقم یعنی تقریباً ۸ لاکھ جرمن مارک اسلامی تنظیم پورے وفاقی جمہوریہ جرمنی میں چندہ جمع کر کے کرنا چاہتی ہے۔ جس کے عوض تنظیم اس مسجد کو بعد میں مکمل طور پر اپنے زیر استعمال لا سکے گی۔

شوٹینگن میں مقیم کوئی ۱۰ ہزار مسلمانوں کے لئے جن کی اکثریت ترکی کے مہمان مزدور اور ان کے اہل خانہ ہیں یہ تاریخی مسجد ایک روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کر جائے گی۔

بقیہ - بی - ٹریڈ - کبر کاؤس

ہے (جب کہ نئی اسمبلی اسے ... حیثیت سے منتخب کر چکی) کہ اسمبلی کو آئین کی دفعہ ۵۸ کے تحت توڑ دے۔ کیونکہ وہ کسی بھی وقت ایسا کر سکتا ہے اور آئین میں ترمیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مترجم: عمیر الہاشمی۔

قاری محمد اسعد اللہ اور جمعیت کے دیگر سات رکن گرفتار کر لئے گئے

گرفتاریوں کا سلسلہ مطالبات پورے ہونے تک جاری رہیگا

مری: ملک میں حالیہ غیر منصفانہ انتخابات کے خلاف ملک کے دیگر شہروں کی طرح تحصیل مری میں بھی قومی اتحاد کے قائدین کے حکم پر احتجاجی مظاہرے جلسے اور جلوس پورے جوش وخروش کے ساتھ جاری ہیں۔ اس سلسلے میں جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے اب تک سینکڑوں افراد گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان میں جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے امیر اور پاکستان قومی اتحاد کے نامزد امیدوار برائے صوبائی اسمبلی الحاج مولانا قاری محمد اسد اللہ عباسی مدظلہ، جناب اللہ داد خان عباسی، جناب صوفی تاج محمد عباسی، جناب بابا محمد شفیع جناب عبدالرشید، جناب محمد شوکت حیات عباسی جناب اقبال عباسی اور جناب راجہ مسعود احمد عباسی شامل ہیں۔

جمعیت علماء اسلام کے امیر مری قاری اسد اللہ عباسی صاحب نے جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے پچاس جیالے کارکنوں کی ایک طویل فہرست گرفتاریوں کے لئے الیکشن کمیٹی برائے پی این اے مری کو پیش کر دی ہے۔ جناب قاری محمد اسد اللہ عباسی صاحب پر مقامی پولیس نے چھ مقدمات قائم کئے ہیں۔ جن میں دفعہ ۱۸۸ ت پ کے تین دفعہ ۵۱۴، دفعہ ۸۲ عوامی ایکٹ اور ایم پی او ۱۶ کی دفعات شامل ہیں۔ ان احتجاجی مظاہروں میں دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکن بھی جن کی تعداد بیس سے زائد ہے کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ تمام گرفتار شدگان کو ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں پہنچا دیا گیا ہے۔

امیر محترم قاری اسد اللہ عباسی نے گرفتاری سے قبل جمعیت علماء اسلام تحصیل مری کے جیالے کارکنوں کو ایک پیغام میں ہدایت کی کہ وہ پی این اے کے قائدین کے حکم کے مطابق اس وقت تک تحریک کو جاری رکھیں گے۔ جب تک بھٹو حکومت مستعفی نہیں ہو جاتی۔

بلوچستان

پاکستان قومی اتحاد

پارٹی کے اکابر کی اپیل پر جمعہ کو خضدار شہر میں مکمل ہڑتال رہی۔ اس طرح تحصیل وڈھ میں ہڑتال رہی جو سردار عطاء اللہ صاحب مینگل کا آبائی وطن ہے۔ اس طرح پیر کو مولانا محی الدین مولوی عبدالغفور کی زیر قیادت جلوس نکالا گیا۔ منگل کو مولوی احمد کی زیر قیادت جلوس نکالا گیا۔ بدھ کو صالح محمد مگسی کی زیر قیادت جلوس نکالا گیا۔ جمعہ کو بعد از نماز بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ زیر قیادت مولانا ابوبکر صاحب مولانا قمر الدین، جناب غلام قادر، جناب عطاء اللہ شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے ہو کر چوک پہنچا۔ ابوالراشد خضداری نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہم دھاندلی کے انتخابات کو ہرگز قبول نہیں کرتے اسلامی نظام کی راہ میں کسی رکاوٹ کو قبول نہیں کریں گے۔ نعروں کی گونج میں انہوں نے کہا غاصبانہ اور غیر اسلامی دفعہ ۱۴۴ کی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے ہم اکابر کی اپیل پر لبیک کہہ کر جانی مالی تعاون کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد

ضلع خضدار کے انتخابات

صدر .... مولانا محمد ابوبکر صاحب خضدار

نائب صدر .... حاجی گل محمد صاحب وڈھ

نائب صدر دوم .... محمد یوسف مینگل

جنرل سیکرٹری .... ابوالراشد خضداری

جوائنٹ سیکرٹری .... عطاء اللہ مینگل

ناظم نشریات .... صالح محمد مگسی

خازن .... حاجی حضور بخش خضدار

پاکستان قومی اتحاد کا دفتر جمعیت علماء اسلام کے دفتر میں قائم کر دیا گیا ہے۔

آہ منشی غلام صادق صاحب مرحوم

جمعیت علماء اسلام شہر راولپنڈی و اسلام آباد کا نمائندہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں جناب منشی غلام صادق صاحب ناظم عمومی شہر راولپنڈی و اسلام آباد کی اچانک وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

محترم منشی صاحب مرحوم نے ۳۰ء میں اپنی سیاسی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام کے سٹیج سے کیا۔ بعد میں ہمیشہ شہری یا صوبائی عہدوں پر فائز رہے تقسیم ملک کے بعد مجلس احرار کو سیاسی طور پر ختم کر کے صرف تبلیغ اسلام اور تحفظ ختم نبوت کے نام

پرکام کرنے کی ہدایت کی گئی تو منشی صاحب برابر جماعت کے ناظم رہے یاد رہے۔ کسی جماعت کا چلانا ناظم کی موجودگی پر منحصر ہوتا ہے۔ اور اس میں منشی صاحب کو ید طولیٰ حاصل تھا ۱۹۶۲ء میں احباب کی پرزور درخواست پر جمعیت علماء اسلام میں باضابطہ داخل ہوئے بعد ازاں لیست جماعت کی خدمت کرتے رہے وفات سے چند روز پہلے ایک سکوٹر کی ٹکر سے دوپہر سڑک پر گرے۔ سنبھل کر گھر پہنچے۔ شام کے وقت منجمد خون کی قے آئی۔ اگلی صبح پھر قے آئی۔ سنٹرل ہسپتال پھر عزیز نرسنگ ہوم آخر سی ایم ایچ راولپنڈی میں یکے بعد دیگرے ماہرین کے زیر علاج رہے۔ ایک ہفتہ گزر گیا کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آخر ۶ مارچ بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

۷ مارچ تین بجے سہ پہر قاضی ضیاء الرحمن صاحب خطیب موتی مسجد نے مرحوم کی زندگی کے حالات مختصر بیان فرما کر خراج تحسین پیش کیا اور نماز جنازہ پڑھائی باوجود الیکشن کی دھاندلی کے جنازہ میں ہر مکتب فکر کے مذہبی و سیاسی اور شہری حضرات کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ عصر کے قریب جدید قبرستان میں ہم سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

حکیم عبدالسلام صاحب مرحوم کے بعد خصوصاً جماعتی احباب کے لئے یہ دوسرا روح فرسا صدمہ تھا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی خاص مہربانی سے مرحوم کی لغزشیں معاف فرماتے ہوئے اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ان کے بچوں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ہم ارکان جمعیت علماء اسلام مرحوم کی اولاد کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔

نیز یہ اجلاس محترم حضرت مولانا حافظ ریاض احمد صاحب اشرفی کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحومہ نہایت پاکباز دیندار اور خدا ترس خاتون تھیں۔ حافظ صاحب اور ان کے احباب اور ترقی اسلام کے لئے شب و روز دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ ان کا وجود سب کے لئے عموماً اور حافظ صاحب کے لئے خصوصاً راحت خداوندی تھا۔ ایسی مائیں بہت کم خوش نصیبوں کی ہوتی ہیں۔ ۲ بجے کر [illegible] ان کے

تہجد کا وقت ہوتا تھا۔ آنکھیں کھولیں دونوں ہاتھ جیسے تکبیر تحریمہ کہنا چاہتی ہیں کانوں تک لے گئیں سینہ پر پورے ہاتھ نہیں باندھے ۲۴ منٹ پر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حافظ صاحب کے والد مرحوم مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ حافظ صاحب کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔

مطالبات پر غور کیا جائے۔

مرکزی ناظم جمعیت علماء آزاد جموں وکشمیر برائے پاکستان مولانا محمد اشرف خان صاحب نے پاکستان میں قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد جو بحران پیدا ہو گیا ہے اس کے بارے میں وزیر اعظم پاکستان جو پیپلز پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں سے ملک اور ملت کی خاطر اپیل کی ہے کہ قومی اتحاد کی مرکزی کونسل نے جو تین مطالبات پیش کئے ہیں اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تاکہ ملک میں جو کشیدہ فضاء پیدا ہو چکی ہے۔ اس کو فریقین کے قابل قبول حل سے فرو کیا جا سکے۔

اس لئے مولانا محمد اشرف خان نے وزیر اعظم پاکستان سے اپیل کی ہے کہ قومی اتحاد کے مطالبات پر بغیر کسی لیت و لعل کے غور کر کے آزاد کشمیر اور پاکستان کے عوام کے دلوں میں موجزن جذبات کے تقاضوں کا احترام کریں۔

پرامن جلوس

قومی اتحاد کی مرکزی قیادت کے فیصلے کے مطابق اہالیان اباخیل ایک پرامن جلوس نکال کر لکی روانہ ہوئے۔ راستے میں ہزاروں افراد جلوس میں شامل ہو گئے۔ دلوخیل کے قریب پولیس اور سیکورٹی فورس نے جلوس کو روکا۔ جلوس پر اشک آور گیس کے گولے پھینکے گئے۔ جلوس کو منتشر کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن جلوس کامیابی کے ساتھ لکی پہنچا۔ جلوس کی قیادت مولانا احمد جان صاحب زادہ جان محمد اباخیل کر رہے تھے۔ جلوس سیدھا کچہری پہنچا۔

معلوم ہوا کہ راتوں رات لکی تحصیل کے پی این اے کے لیڈر امیر نواز خان اور حاجی خان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اباخیل سے ایک اطلاع کے مطابق ہاشم خان اباخیل اور مولانا گل جنان کو رات کے ۱۱ گیارہ بجے گرفتار کیا گیا۔

عوام میں بھٹو کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ وہ ہر صورت میں بھٹو کو مستعفی ہونے پر مجبور کریں گے۔ ۱۴۴ دفعہ کی خلاف ورزی اباخیل کے عوام کا معمول بن گیا ہے۔

خانیوال میں ہلاکت خیز فائرنگ

پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر خانیوال میں بھی ہڑتال ہوئی۔ ہڑتال اتنی مکمل تھی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خانیوال کے جیالے شہری تحریک کے آغاز ہی سے پرامن جلوس نکال کر گرفتاریاں پیش کر رہے ہیں۔ سینکڑوں شہریوں نے انتخابی دھاندلیوں کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی حمایت میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتاریاں پیش کیں۔

ہڑتال والے دن بھی قومی اتحاد سے وابستہ ہزاروں افراد پرامن جلوس نکال کر گرفتاریاں پیش کرنا چاہتے تھے، مگر پولیس نے آمریت کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے کے لیے پرامن نہتے شہریوں پر لاٹھی چارج کیا جس سے شہریوں نے اپنے تحفظ میں پولیس پر پتھراؤ کیا۔ پولیس نے عوام پر بغیر کسی نوٹس کے گولی چلا دی جس سے ظفر اقبال ولد غوث بخش دسویں جماعت کا ایک طالب شہید اور چھ افراد شدید زخمی ہو گئے۔ شدید زخمی عبدالحفیظ اور محمد حسین، دوسرے زخمی سراج الدین، عبدالسلام حاجی محمد حسین، محبوب، عثمان اور عبدالغفور ہیں۔ عبدالحفیظ سٹوڈنٹ ڈگری کالج خانیوال کو شدید زخمی ہونے کی وجہ سے نشتر ہسپتال ملتان داخل کر دیا ہے۔ ہڑتال کے روز گرفتار کیے جانے والے

حضرات مولانا ایوب الرحمٰن، چوہدری بشیر احمد خاور ایڈووکیٹ، عبدالستار پراچہ، اختر علی محمد اسلام اور احمد علی ہیں۔

مبارک باد

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزمان خان صاحب اور نعمانپورہ کے مولانا قاری محمد انور نے ایک مشترکہ بیان میں قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اور دوسرے کامیاب ہونے والے قومی اتحاد کے رہنماؤں کو زبردست مبارکباد دی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس زبردست دھاندلی کے باوجود ان رہنماؤں کی کامیابی باعث فخر ہے۔

انہوں نے کہا کہ محاذ نے صوبائی انتخابات کا بائیکاٹ کرکے ایک دانشمندانہ اقدام کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس دھاندلی سے اور جانبدارانہ رویے سے بیرونی دنیا میں پاکستان کے وقار کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بیرونی دنیا میں یہ تاثر ہوگا کہ پاکستان کے مسلمانوں نے اسلام کو مسترد کر دیا ہے۔ جس کی ساری ذمہ داری پاکستان برسر اقتدار طبقہ پر ہے۔

انہوں نے کہا کہ ایسے غیر جمہوری اقدام سے آزاد کشمیر بھر میں غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر سیاسی رہنماؤں کا اتحاد برقرار رہا تو عنقریب انشاء اللہ پاکستان میں اسلام آ کر رہے گا۔

انہوں نے اپنے بیان میں پاکستان کے مولوی احتشام الحق تھانوی کے بیان کی زبردست مذمت کرتے ہوئے کہا کہ عوام میں اب مولانا کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔

منچن آباد

گذشتہ روز انجمن اصلاح الطلباء مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں محمد اقبال اختر ناظم اعلیٰ انجمن اصلاح الطلباء نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ پاکستان اسلام کی خاطر بنا ہے ہم اس ملک میں اسلامی نظام کے سوا کوئی نظام برداشت نہیں کریں گے۔ اور ہم جب تک زندہ ہیں قومی اتحاد کے اکابرین کے ہر فرمان پر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں۔ آخر میں جناب ندیم اقبال صاحب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب پر پولیس تشدد کے خلاف شدید رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور حکام بالا سے مطالبہ کیا گیا کہ پولیس افسروں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں۔

ایک قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی جس میں جناب محمد الدین صاحب متعلم مدرسہ کے والد گرامی کی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

کمالیہ میں جبر و تشدد کی انتہا!

مؤرخہ ۷۷/۳/۲۱ء بروز پیر بوقت ۴ بجے دن کے افسوسناک واقعہ سے متعلق ہے

کمالیہ قومی اتحاد کے فیصلہ پر حالیہ انتخابات میں دھاندلی کے خلاف اور اتحاد کے مطالبات کے حق میں بطور احتجاج سات افراد پر مشتمل ایک پُرامن احتجاجی جلوس مکان نمبر ۱۰۵ کمالیہ سے مرتب ہوکر ابھی نکلا ہی تھا کہ وارننگ دیے بغیر آر ایم اے بی چوہدری محمد صدیق، انسپکٹر پولیس مقیم کمالیہ راجہ انار گل خان، سب انسپکٹر پولیس رحمت اللہ نیازی، اسسٹنٹ سب انسپکٹر حق نواز نیازی ہیڈ کانسٹیبل ملک عبدالرشید اور دوسری فورس نے لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں۔ مذکورہ پانچوں افراد کا انداز وحشیانہ تھا۔ آر۔ ایم خود بھی لاٹھیاں برسا رہا تھا۔ شرکاء جلوس کے گلے میں قرآن پاک بھی ڈالے ہوئے تھے۔ لاٹھی چارج کرنے سے پیشتر قرآن پاک بھی تحویل میں نہیں لیے گئے۔

اس کے بعد مذکورہ افراد بمعہ دوسری پولیس فورس کے مکان مذکورہ کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ مکان کے مختلف کمروں میں بیٹھے ہوئے رائے عطاء اللہ خان صدر پاکستان قومی اتحاد کمالیہ میاں محبوب عالم، میاں ظفر اقبال، محمد ارشد حافظ محمد حسن، محمد اشرف، محمد افضل راہی، طالب حسین، محمد اقبال، نور محمد وغیرہ کی ایک ایک کرکے برہنہ حالت میں بُری طرح زدوکوب کیا۔ اور پھر برہنہ حالت ہی میں بھاگنے کا حکم دیا جاتا۔ جب یہ لوگ بھاگتے تو پولیس کو لاٹھیاں چلاتے ہوئے ان کے تعاقب کی ڈیوٹی لگائی جاتی۔ پولیس نے مسلح ہوکر گھر کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

پولیس فورس کے ہمراہ آر ایم کمالیہ بھی مکان کے اندر گھسا ہوا تھا۔ اور للکار رہا تھا کہ اس مکان کو آگ لگا دو، دروازے توڑ دو، میں تمہیں پرسوں ہی سے گولی چلانے کا حکم دے رکھا ہے اس دوران بھی آر ایم مذکور چوہدری محمد صدیق کا انداز وحشیانہ تھا۔

شرکائے جلوس ڈاکٹر نصیر احمد، میاں بشیر احمد شمسی، میاں فلک شیر، سید محمد انور علی شاہ، شفقت رسول، محمد حبیب، مولانا عبدالحکیم اور دوسرے مظلوموں کو جو زخموں سے چور تھے، برہنہ حالت میں شہر کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ سب سے آگے طالب حسین مظلوم تھا جسے برہنہ کو رکھا تھا اور ناک میں نکیل ڈال رکھی تھی۔ انسپکٹر مذکور راجہ انار گل خان لوگوں سے کہتا:

"مداری کا تماشا دیکھیں" !!!!

اور پھر طالب حسین مذکور کو نکیل کھینچ کر نچایا جاتا۔ مکان میں کھڑے دو عدد بائیسکل، مظلوموں کے کپڑے نقدی، گھڑیاں، مکان پہ آویزاں قومی اتحاد اور جماعت اسلامی کا پرچم پولیس اپنے ہمراہ لے گئی اور پھر رات گئے تک پولیس کی جانب سے ظلم و تشدد کا سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ انتظامیہ نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے بمندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر آر۔ آیم کمالیہ چوہدری محمد صدیق انسپکٹر پولیس راجہ گل انار خان، سب انسپکٹر پولیس رحمت اللہ نیازی، حق نواز نیازی، ہیڈ کانسٹیبل ملک عبدالرشید اور دوسرے ملوث ملازمین کو فوری طور پر معطل کرکے اس واقعہ کی

عدالتی تحقیقات کرائی جائے۔ اور ان بدقماش افسروں کو سخت سزائیں دی جائیں۔

(رائے) عطار اللہ خان

صدر پاکستان قومی اتحاد کمالیہ (پنجاب)

دُعائے مغفرت کی اپیل

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور جمعیۃ علمار اسلام ضلع دادو کے امیر حضرت مولانا غلام احمد مرتضیٰ صاحب ملکانی مورخہ ۱۶ مارچ ۷۷ء کو بلڈ پریشر کی وجہ سے انتقال فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم عرصہ ۱۲ سال سے جمعیۃ کے سرگرم لیڈر تھے جن کے انتقال کی وجہ سے جمعیۃ کو بھاری نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کچا کھوہ میں قومی اتحاد کے عہدیدار

صدر : محمد صدق خان صاحب

نائب صدر : حاجی انور خان ״

״ ״ : حاجی فیض محمد ״

سیکرٹری جنرل : ملک غلام شبیر ״

جائنٹ سیکرٹری : ملک محمد اشرف ״

سیکرٹری نشرواشاعت : شادی خان ״

خزانچی : محمد صدیق سیال ״

پروپیگنڈا سیکرٹری : محمد افضل خان ایڈووکیٹ

مجلس عاملہ کے ممبر

۱ حاجی ڈاکٹر محمد امین صاحب۔

۲ پیر غوث شاہ ״

۳ صوبیدار محمد اسلم خان ״

۴ راجہ سلطان محمود ״

۵ چوہدری داؤد ״

۶ ملک مقصود علی ״

۷ جناب عبد الغنی ״

۸ میجر عزت خان ״

۹ صوبیدار احمد الدین ״

۱۰ ملک محمد نیاز ״

۱۱ جناب اللہ رکھا ״

ابا خیل تحصیل لکی مروت

ابا خیل میں گرفتاریوں ۔ کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ آج صبح صاحبزادہ جان محمد ابا خیل سمیت ۶ کارکنوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔

اسی طرح ایک اور اطلاع کے مطابق مولانا احمد جان منتخب رکن قومی اسمبلی محمد ممتحن آف امیر وانڈہ ۔ در ضر رسان عبد بخیل کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔ خداوند کریم موجودہ عوامی اور سلامی تحریک کو کامیاب بنا دے۔ (آمین)

فورٹ سنڈیمن ضلع ژوب

گذشتہ دنوں فورٹ سنڈیمن کا ایک بہت بڑا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل افراد ضلعی سطح پر قومی اتحاد کے عہدیدار ہونگے:

امیر : مولانا حاجی محمد اسحاق صاحب

نائب امیر : شیخ غلام مرتضیٰ ״

ناظم اعلیٰ : مولوی غلام سرور ״

جائنٹ سیکرٹری : عبد اللہ شاہ ״

ناظم نشریات : محمد عمر ״

خزانچی : غلام محمد ״

مجلس شوریٰ

مندرجہ بالا کے ساتھ مندرجہ ذیل مجلس شوریٰ کے ممبر ہوں گے:

۱ جناب

۲ ״ حاجی عبد اللہ جان صاحب

۳ ״ داد خان

۴ ״ جاول خان

۵ ״ جمعہ داد

۶ ״ ریاست علی

۷ ״ مولوی عبد الحق

۸ ״ مولوی امام شاہ

۹ ״ حاجی ملک یاسین

۱۰ ״ حاجی ملا عبد الجبار ״

۱۱ ״ حاجی شیر جان ״

۱۲ ״ مولوی نور محمد ״

۱۳ ״ مولوی اللہ داد ״

۱۴ ״ مولوی محمد شفیق ״ سرپرست

۱۵ ״ سید نور ״

۱۶ ״ مولوی احمد ״

قلعہ دیدار سنگھ

قلعہ دیدار سنگھ۔ حالیہ انتخابات میں حکومت کی مبینہ دھاندلیوں، غنڈہ گردی اور تشدد کے ذریعے الیکشن جیتنے کے خلاف تمام جامع مساجد میں خطباء نے غم وغصہ کا اظہار کیا۔

جامع مسجد مرکزی میں علامہ قاضی عصمت اللہ صاحب امیدوار قومی اسمبلی، جامع مسجد شہیدیہ میں حافظ محمد اشرف، جامع مسجد مرکزی اہل حدیث میں قاری عصمت اللہ، جامع مسجد محمدی اہلحدیث میں مولانا محمد یوسف ضیاء، جامع مسجد مکی کمہار انوالی میں مولانا عبد المالک صاحب نے اپنے اپنے خطبات میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت کے اس رویہ کی سخت مذمت کی اور کڑی تنقید کی۔

نیز حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ نئے سرے سے فوج کے انتخابی عملہ کے ذریعہ دوبارہ انتخابات کرائے جائیں۔ نیز قومی اتحاد کی پُرامن آئینی تحریک کے خلاف تشدد لاٹھی چارج، آنسو گیس استعمال کر کے عوام کو اشتعال دلانے اور امن عامہ کو درہم برہم کرنے کا حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا اگر حکومت جمہوریت کی دعویدار ہے تو جمہور عوام کا فیصلہ قبول کرتے ہوئے نئے سرے سے الیکشن کروائے جائیں۔ سیاسی کارکنوں اور رہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔ تعلیمی ادارے فی الفور کھولے جائیں۔

ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمار اسلام قلعہ دیدار سنگھ نے تحریک آزادی کے مجاہد مولانا حکیم عبد السلام کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی ہے۔ قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اور دیگر قایدین کو منظم اور مربوط

ندیم اقبال اعوان ضمانت پر رہا کر دیئے گئے

جھنگ سے اقبال شیروانی اور عبدالخالق و حنیف پاشا لاہور سے گرفتار ہو گئے

جمعیت طلباء اسلام پاکستان پنجاب کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان جنہیں گذشتہ دنوں حاصل پور سے گرفتار کیا گیا تھا اور ان پر بے جا تشدد کیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان کی حالت بگڑ گئی تھی کو ۲۴ مارچ کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ ندیم صاحب طبیعت کی کمزوری کے باعث گھر پر ہی آرام کر رہے ہیں۔

جھنگ جمعیت کی اطلاع کے مطابق جمعیت طلباء اسلام پنجاب کے سابق نائب صدر جناب محمد اقبال شیروانی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جب کہ جمعیت طلباء اسلام لاہور کے سرگرم کارکن عبدالخالق کو لاہور میں شاہ ابوالمعالی کی مسجد سے ایک جلوس کی برآمدگی کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ لاہور سے ایک اور جواں ہمت کارکن محمد حنیف پاشا کو پولیس نے دفتر جمعیت طلباء اسلام شاہ عالم مارکیٹ کے نیچے سے سنگ باری اور توڑ پھوڑ کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ حنیف پاشا صاحب جو کہ آج کل کوٹ لکھپت جیل میں ایام اسیری گذار رہے ہیں پر پولیس نے انتہائی بے دردی سے تشدد کیا جس کی وجہ سے ان کا ایک بازو اتر گیا اور انہوں کافی تکلیف ہوئی جس کی بنا پر وہ ایک روز ہسپتال میں رکھے گئے۔ بعد ازاں کوٹ لکھپت جیل میں لے جایا گیا۔

میاں ریاض شاہد کی گرفتاری اور رہائی

جمعیت طلباء اسلام ضلع لائل پور کے صدر جناب میاں ریاض شاہد کو الیکشن کے روز سرکاری جماعت کی شہ پر کمالیہ سے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ لیکن پندرہ مارچ کو سیشن کورٹ سے میاں صاحب کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ میاں صاحب پر مقامی پولیس نے اور مقدمے بھی قائم کئے ہیں۔ کمالیہ جمعیت طلباء اسلام کے صدر جناب رائے عتیق اللہ صاحب نے مقامی پولیس کی شدید مذمت کی ہے جو آئے دن سرکاری پارٹی کو خوش کرنے کے لئے میاں صاحب کو پریشان کرتی رہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت طلباء اسلام کے کارکن کسی قسم کے خوف سے ہراساں نہیں ہوں گے۔ بلکہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

حافظ عبدالواحد زخمی ہو گئے

جمعیت طلباء اسلام ضلع لاہور کے سابق صدر جناب حافظ عبدالواحد صاحب گذشتہ دنوں پاکستان قومی اتحاد کے پر امن مظاہرے میں جو مولانا محمد اسحاق صاحب کی زیر قیادت سنہری مسجد چوک رنگ محل سے نکالا گیا تھا پولیس کے وحشیانہ تشدد کا شکار ہو گئے ہیں۔ پولیس نے نہتے شہریوں پر اس قدر تشدد کیا کہ چنگیز خان کی روح بھی کانپ اٹھی۔ حافظ عبدالواحد صاحب کے ایک بازو کی ہڈی دو جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اور گوشت پھٹ گیا ہے جس کی وجہ سے گہرا زخم آیا ہے۔ جب کہ دوسرے بازو، کمر اور پیٹ میں بھی ضربیں لگی ہیں۔

حافظ صاحب کو جمعیت طلباء اسلام جامعہ مدینہ کے ساتھیوں نے مقامی کلینک سے ابتدائی طبی امداد فراہم کی جب کہ دوسرے روز انہیں گنگارام ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی اور ضلع لاہور کے ناظم عمومی جناب محمد ادریس نے حافظ صاحب کی عیادت کی۔ حافظ صاحب کی طبیعت اب بہتر ہے۔

پولیس تشدد بند کیا جائے

موجودہ تحریک میں جو پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر اسلامیان پاکستان پر امن طریق پر چلا رہے ہیں پولیس اور ایف ایس ایف کے وحشیانہ مظالم اور عوام پر بے جا تشدد جس نے نتیجے میں سینکڑوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہو چکے ہیں۔ جمعیت طلباء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ نے پرزور مذمت کی ہے اور موجود حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے کے بجائے ان کا تحفظ کرے۔ بعض مقامات کی اطلاع کے مطابق پولیس خود دکانیں لوٹ رہی ہے اور آتشزنی کے واقعات پیدا کر کے تشدد کا جواز مہیا کر رہی ہے۔ جو کہ کسی بھی طرح سے درست نہیں عوام کے اس استحصال پر جمعیت طلباء اسلام پاکستان شدید غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے اور عوام کو مکمل تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

تعلیمی ادارے فوراً کھولے جائیں

جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے صدر میاں محمد عارف نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کے تمام تعلیمی ادارے کھول دئے جائیں۔ ورنہ جمعیت طلباء اسلام پاکستان اپنے حقوق کی جدوجہد میں پاکستان قومی اتحاد کے شانہ بشانہ گرفتاریاں پیش کرے گی۔

انہوں نے کہا ہے کہ بلاجواز تعلیمی اداروں کی بندش سے والدین کا پیسہ اور طلباء کا وقت ضائع ہو رہا ہے اور ناقابل تلافی تعلیمی نقصان ہو رہا ہے لہذا تعلیمی اداروں کو فوراً کھول دیا جائے۔

صوبہ سرحد سے

جمعیت طلباء اسلام ضلع پشاور کے معروف کارکن جناب سید نصیب علی شاہ بخاری نے تمام ضلع کا دورہ کیا اور ہر علاقے میں جمعیۃ کی تشکیل کی۔

انہوں نے مختلف مقامات پر متعدد بار اجلاس منعقد کئے اور طلبا کو جمعیت کا پیغام پہنچایا۔

انہوں نے تمام ضلع میں اسلام کی سرفرازی کے لئے پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں مولانا عبدالحق صاحب، ائیر مارشل اصغر خان اور بیگم نسیم ولی خان کے لئے بیشتر جلسے منعقد کئے۔ جمعیت طلباء اسلام پشاور نے کئی مقامات سے جلوس نکالے بخاری صاحب جو جمعیت طلباء اسلام اکوڑہ خٹک کے ناظم نشر و اشاعت ہیں نے اکوڑہ، جہانگیرہ، نوشہرہ اور خیرآباد کا دورہ کیا۔ ان کی اطلاع کے مطابق یہاں بھی جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے بیشتر کارکن جیلوں میں ہیں۔ اب تک ضلع پشاور میں تقریباً ایک صد کارکن گرفتار ہو چکے ہیں۔ جن میں امان اللہ، سعد الملک فدائی، داد، عبدالرزاق، عبداللہ اور اسد اللہ بھی شامل ہیں۔

نیلا گنبد لاہور

جمعیت طلباء اسلام پاکستان حلقہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کا اجتماع مقامی صدر جناب نور صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے عبدالصمد خان چترالی اور ناظم عمومی محمد شفیق صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے طلباء پر واضح کیا کہ ہم ہر قسم کے تشدد کے مقابلے مرکزی عاملہ کے فیصلے کے مطابق عمل جاری رکھیں گے۔

میانوالی

جمعیت طلباء اسلام پاکستان ضلع میانوالی کا اجلاس زیر صدارت جناب محمد یوسف صاحب منعقد ہوا جس میں ضلعی صدر جناب مسعود نیازی نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں موجودہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی روش ترک کرتے ہوئے عوام پر تشدد بند کر دے اور پاکستان قومی اتحاد جس کا مقصد پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے کے تینوں مطالبات فوری طور پر تسلیم کرے تاکہ ملک میں امن و چین کا دور بحال ہو سکے اور تعلیمی ادارے فوری طور پر کھولے جائیں تاکہ طلباء کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جائے۔

رستم ضلع سکھر

گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام رستم ضلع سکھر کا اجلاس مقامی دفتر میں جناب نذیر احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے جناب نذیر احمد صاحب، خیر محمد بوہی اور دین محمد قریشی نے خطاب کیا۔ انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ وہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ جب تک پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہ آجائے اور ملک میں انگریزی نظام تعلیم کا خاتمہ کر کے اسلامی نظام تعلیم نافذ نہ ہو اس وقت تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ خواہ اس سلسلے میں کسی قسم کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم اپنے مقصد سے روگردانی نہیں کریں گے۔

اجلاس میں حافظ عبدالغفار نہوار، نذیر احمد، حبیب الرحمان، محمد ابراہیم، عبدالوہاب، محمد علی عبیداللہ، محمد یونس، قالو خان، غلام شبیر، محمد حسن، عبدالحئی، عبدالحمید مہر، عبدالرزاق اور عبدالمجید نے شرکت کی۔

محمد سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن تربیت سے جو جماعت تیار ہوئی تھی اس کا جذبہ فدائیتؐ ایثار تاریخ عالم کا وہ روشن باب ہے جس کی نظیر اس جہانِ رنگ وبو میں مشکل سے ملے گی۔!

ان لوگوں نے عظمتِ اسلام کی خاطر جو قربانیاں دیں انسانوں کی متعدد جماعتیں اپنی زندگی کھپا کر بھی ان کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ واقعات کا لکھنا نہ مقصد ہے نہ وقت وحالات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے محض نمونہ کے طور پر ایک بات عرض کروں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں ماموں ہوتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ جنگی مہارت وقابلیت مسلّم ہے۔ فاتح ایران کہلاتے ہیں۔

اس دور میں سپر طاقتیں دو تھیں رُوم، ایران۔ ایران کی سرکشی وشرارت کا قلع قمع کرنے کے لیے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا تو ایرانی فوج کے سربراہ کا اس قسم کا پیغام موصول ہوا جو روایتی گیدڑ بھبھکی کا شاہکار تھا۔

اس نے اپنے تئیں مسلمانوں کو دھمکانا چاہا، تاکہ وہ مرعوب ہو کر واپس لوٹ جائیں۔ مسلم فوج کے سربراہ نے جواباً لکھا:

"میرے ساتھ ایثار پیشہ اور بہادر وجی دار لوگوں کا وہ قافلہ ہے جو موت کو اتنا ہی عزیز رکھتا ہے جتنا تم لوگ شراب کو عزیز رکھتے ہو"

اس جواب کے بعد مسلمانوں کا قافلہ چلا اور پھر جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

اس قسم کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے اور یہ سلسلہ صرف اسی دورِ مسعود سے متعلق نہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ دراصل عبارت ہی ان واقعات سے ہے اور قومی وملی اعتبار سے یہ روشن حقائق ملت کی پیشانی کا جھومر ہیں۔

آج اس دور میں جب کہ مسلمان عقیدہ وعمل کے اعتبار سے بہت کمزور ہو چکا ہے اور بہ حیثیتِ مجموعی مسلمان انحطاط کا شکار ہیں، لیکن اس واقعہ سے انکار ممکن نہیں کہ دین ومذہب کے معاملہ میں اس کے احساسات کی کیفیت جوں کی توں ہے۔ اور پھر جب یہ قوم انگڑائی لیتی ہے تو پھر حاکمانِ وقت، علمبرداران جبر واستبداد اور روباہ صفت لوگ دُم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔

آج جب کہ ہمارا ملک ایک فرد کی عیاری و فریب کاری اور خود غرضی وشرارت پسندی کے سبب فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ نہتے عوام بے دردی سے قتل ہو رہے ہیں، زخمی اور مجروح ہو کر ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ آنسو گیس کے دھوئیں نے فضا مکدر بنا دیا ہے اور لاٹھی گولی کا دھندا زوروں پر ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود قوم اپنی تمامتر کمزوریوں کے باوجود عظمتِ اسلام کی خاطر اس جذبہ سے سرشار میدان عمل میں کود چکی ہے جو اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

کراچی سے پشاور تک جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ چھوٹے چھوٹے شہروں و قصبات میں دھن دھونس اور ظلم وتشدد کا بازار گرم ہے لیکن موت سے پیار کرنے والے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی خودی اور غیرت کا مظاہرہ کرنے والے دنیا پہ ثابت کر رہے ہیں کہ موت سے گھبرانا شرفاء کا کام نہیں ہے۔

میرا دل چاہتا تھا کہ میں ملک کے ایک ایک چپہ پہ ظلم کے مقابلے میں جرأت وایثار اور استقامت کی داستان لکھوں، لیکن جماعتی وقومی ذمہ داریاں ہنوز اس بات کی اجازت نہیں دیتیں اس داستان کو کسی دوسرے وقت پر چھوڑتے ہوئے محض ایک واقعہ سپرد قلم کرتا ہوں جو ماضی کی ہر عظمت وشوکت کے دور کا حسین پرتو ہے۔ اور جس میں مسلمان کا جذبۂ ایمانی جھلکتا ہوا نظر آتا ہے

کراچی ملک کا وہ شہر ہے جو بھٹو آمریّت کے خلاف احتجاجی تحریک میں ہراول کا کردار ادا کر رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ شہر فوج کے کنٹرول میں ہے۔ کرفیو کا نفاذ ہے اور جب دن میں چند لمحات کے کرفیو کی پابندی نرم ہوتی ہے تو بلا نوشانِ محبت کا جنوں انہیں پھر سڑکوں پر لے آتا ہے۔

راہِ حق کے مسافروں کا ایک قافلہ گذشتہ جمعہ ۲۵/۳/۷۷ مسجد باب الاسلام کراچی سے جلوس کے لیے نکلتا ہے۔ قافلہ کی قیادت مولانا محمد زکریا صاحب کر رہے ہیں۔ وہی مولانا زکریا جو بھٹو کے نفس ناطقہ، حفیظ پیرزادہ کے مقابلہ میں ہیں اور اسے ناک چنے چبوا رہے ہیں، یہ عظیم انسان کراچی جمعیۃ طلباء اسلام اور پی این اے کا رہنما ہے۔ اس کو راستہ سے ہٹانے کی داستان آپ گذشتہ شمارے میں پڑھ چکے ہیں، لیکن وہ ذرا سنبھلتا ہے تو پھر قافلہ کی قیادت کرتا ہے۔ سامنے فوج موجود ہے ٹینک موجود ہیں، آرڈر بہت سخت ہیں۔ سُرخ فیتہ زمین پر ڈال دیا جاتا ہے اور فوجی سربراہ کا آرڈر ہے